تذکرہ سید الشہداء

سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ



تالیف

محمد عابد عمران انجم مدنی

کرمانوالہ بک شاپ

تذکرہ سید الشہداء

سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ



تالیف

محمد عابد عمران انجم مدنی

کرمانوالہ بک شاپ

دوکان نمبر ۲۔ دربار مارکیٹ لاہور

بفیضانِ کرم

حضرت سید السادات پیر محمد اسماعیل شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

المعروف حضرت کرماں والے

آستانہ عالیہ حضرت کرمانوالہ شریف اوکاڑہ

شمیم باغ ولایت

● حضرت سید محمد علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

منظر پیر طریقت

● حضرت سید محمد عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

● حضرت پیر سید غضنفر علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

● حضرت پیر سید صمصام شاہ بخاری مدظلہ العالی

بہ تصدق دعائے

حضرت پیر

سید میر طیب علی شاہ بخاری مدظلہ العالی

سجادہ نشین حضرت کرمانوالہ شریف

زیر اہتمام

سمیع اللہ برکت

زیر ادارت

حاجی انعام اللہ طیبی نقشبندی برکاتی

اشاعت جولائی ۲۰۰۷

قیمت 80 روپے

عرضِ ناشر

الحمد للّٰہ ربّ العالمین و الصلوٰۃ والسلام علی سیّد الانبیاء و المرسلین و علی آلہٖ و اصحابہٖ اجمعین۔ اما بعد!

بحمد اللہ اِدارہ ''کرمانوالہ بک شاپ'' عرصہ چار سال سے علمی و قلمی میدان میں دینِ اسلام کی خدمت میں سرگرمِ عمل ہے اور اِسلامی تعلیمات کی ترویج و اشاعت کے سلسلے میں بفضل اللہ تعالیٰ اِس مختصر سے عرصے میں قریباً 35 کتب منظرِ عام پر لانے کا شرف حاصل کر چکا ہے۔ اِس کے علاوہ اور بھی بہت سی علمی و تحقیقی، فکری و اِصلاحی کتب پر بڑے زور و شور سے کام جاری ہے۔ دُعا ہے کہ اللہ رحیم و کریم اپنے کمال فضل و کرم سے تمام زیرِ طبع، زیرِ تکمیل، زیرِ ترتیب اور زیرِ غور کاموں کو بخیر و عافیت مکمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

چند دن پہلے ہماری ایک نہایت اہم کتاب بسلسلۂ احادیثِ رسالت مآب بڑے اہتمام و انصرام کے ساتھ باصرہ نواز ہوئی جس نے اہلِ علم و قلم نیز قارئین و دیگر ناشرین سے خوب دادِ تحسین حاصل کی۔ یہ حدیثِ پاک کی اب تک دریافت ہونے والی کتب میں سے سب سے پہلی کتاب ہے جس کا نام ''الصحیفة الصحیحة المعروف صحیفة همّام بن منبه عن ابی هریرة رضی الله عنه'' ہے۔ اِس کتاب کے اُردو ترجمہ کے ساتھ ساتھ انگریزی ترجمہ بھی کیا گیا ہے۔ اردو ترجمہ محمد رضاء الحسن قادِری صاحب حفظہ اللہ اور انگریزی ترجمہ احمد حسن چوہدری صاحب نے کیا ہے۔ قبل ازیں حدیث مبارک کے حوالے سے ہماری ایک کتاب ''مسند اسحاق بن راہویہ'' چھپ چکی ہے۔ یہ امام بخاری و امام مسلم کے استاذ امام اسحاق بن ابراہیم حنظلی مروزی رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کردہ احادیث کا مجموعہ ہے جس کا اُردو ترجمہ مولانا محمد صدیق ہزاروی صاحب حفظہ اللہ نے کیا ہے۔

سیرت کے حوالے سے ہماری درج ذیل کتب مارکیٹ میں آ چکی ہیں:

1- تذکرۂ خلفائے راشدین از پیر سید ارتضٰی علی کرمانی

2- احوالِ مقدسہ (حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ) از قاضی ظہور احمد اختر

3- معدنِ کرم (حضرت سید محمد اسماعیل شاہ بخاری المعروف کرمانوالے) از محمد اکرام

4- میری سرکار (حضرت کرمانوالے رحمۃ اللہ علیہ) از محمد سمیع اللہ نوری

5- گلشنِ قادری (حضرت میاں میر قادری رحمۃ اللہ علیہ) از مفتی محمد اقبال کھرل

اب ہماری یہ کتاب ''تذکرۂ سید الشہداء سیدنا امیر حمزہ'' اِس سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ مؤلّف مولانا محمد عابد عمران انجم مدنی صاحب حفظہ اللہ (فاضل بھیرہ شریف، سرگودھا) نے بڑی کاوِش وکاہش کے ساتھ عمِ رسول حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی سیرتِ طیبہ کے حوالے سے حالات وواقعات، فضائل ومناقب اور آپ رضی اللہ عنہ کے متعلقات پر جس قدر مواد مُہیا ہوسکا، اس کو شاملِ کتاب کر دیا ہے۔ کتاب لکھتے وقت مؤلف نے علمائے متقدمین کا انداز اپنایا ہے کہ کوئی بھی عبارت یا روایت نقل کرتے وقت شروع میں لکھ دیا کہ فلاں مصنف نے فلاں کتاب میں یہ بات کہی۔ اِس لحاظ سے آج کل کے تحقیقی دور میں یہ کتاب عوامی پایہ کی کتب میں شمار کی جائے گی۔ محققین کی جانب سے شاید اِسے اتنی پذیرائی نہ ملے۔ بہر حال ہماری کوشش تو یہی ہے کہ بہتر سے بہتر کتاب کو اپنے معزز قارئین تک پہنچایا جائے۔

آج کل مارکیٹ میں کتابوں کے معیار پر کوئی توجہ نہیں دی جاتی۔ انتہائی گھٹیا کاغذ اور ناقص جلد بندی والی کتابیں دھڑا دھڑ مارکیٹ میں لاکر کتاب کے تقدُّس کو پامال کیا جارہا ہے۔ مگر الحمد للہ ہم نے اپنی بساط کے مطابق کتاب کی شان وشوکت کو دوبالا وسہ بالا کیا ہے۔ عمدہ کاغذ، دیدہ زیب کتابت، اعلیٰ چھپائی، مضبوط جلد بندی وغیرہ کا خاص خیال رکھا گیا ہے۔

آخر میں مَیں ادارہ کے جملہ معاونین واراکین کا شکرگزار ہوں کہ انہوں نے اس کتاب کی تیاری اور نشر واِشاعت میں ہماری ہر ممکن مدد کی اور اپنی قیمتی آرا سے ہمارے لئے کامیابی کی راہیں ہموار کیں۔

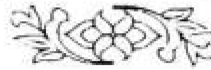
قارئینِ کرام سے گزارش ہے کہ وہ اِس کتاب کو پڑھ کر اِدارے کے حق میں دُعائے خیر ضرور فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کا اور ہم سب کا حامی وناصر ہو۔

والسلام!

محمد سمیع اللہ برکت

محمد سیف اللہ برکت

فہرس

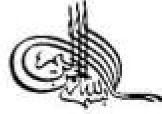


انتساب بنام

الحاج میاں محمد حنیف صاحب

(مدینہ گروپ آف انڈسٹریز)

خادم آستانہ عالیہ حضرت کرمانوالہ شریف



پیش لفظ

الحمد للّٰہ ربّ العالمین والصلوٰۃ والسلام علی من کان نبیّا و آدم بین الماء والطّین وعلی آلہ الطّیّبین الطّاھرین خصوصًا علی سیّدنا حمزۃ بن عبدالمطلب اسد اللّٰہ ورسولہ خاتم النبیّین۔

امّا بعد!

وقت کی رنگینیاں بھی عجیب ہیں اور حوادثاتِ دہر عجیب تر ہیں۔ کتنی کتنی عظیم ہستیاں منصہ شہود پر جلوہ نما ہوئیں۔ چند دن ضیا پاشیاں کیں اپنا اپنا کردار ادا کیا اور نہاں خانوں میں چلی گئیں۔

ان میں سے بعض کا ذکر مرورِ ایام کے ساتھ ساتھ مٹتا چلا گیا جبکہ بعض ایسی ہستیاں ہیں کہ جن کا ذکر آئے روز بامِ عروج کو چھوتا جا رہا ہے ان کے فضائل ومناقب، ان کی جاں نثاریاں، ان کی خدمات اور وفاداریاں عیاں ہوتی جا رہی ہیں۔

انہی عظیم ہستیوں میں سے ایک ہستی سید الشہداء اسد اللہ ورسولہ حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی بھی ہے۔ جیسے جیسے وقت بیت رہا ہے ان کا ذکرِ خیر عام ہوتا جا رہا ہے۔ اسی ذکر خیر کا فیض حاصل کرنے کیلئے میں نے بھی کوشش کی۔

میری خوش نصیبی اور خوش بختی ہے کہ میں نے اس بارِ گراں کو اٹھانے کی ہمت کی ہے اور یہ فقط اللہ تعالیٰ کا فضل اور رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظرِ کرم ہو گی کہ میں کماحقہ اس فریضہ کو پایۂ تکمیل تک پہنچاؤں اور جو خامی رہ جائے تو وہ فقط میری کم علمی وکم فہمی کی بناء پر ہو گی۔

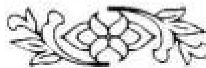
محترم بھائی قاری محمد اصغر نورانی صاحب مدظلہ العالی کو سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ سے از حد عقیدت و محبت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایک مسجد تعمیر کروائی تو اس کا نام مسجد امیر حمزہ رضی اللہ عنہ رکھا۔ مدرسہ بھی آپ رضی اللہ عنہ، کے نام پر بنایا۔ پہلے فارغ التحصیل طالب علم کو امیر حمزہ کا نام دیا۔ اپنے بیٹے کا نام بھی امیرِ حمزہ رکھا۔ گویا یہ چاہتے ہیں کہ آتے جاتے، اٹھتے بیٹھتے آپ رضی اللہ عنہ کا نام نامی اسمِ گرامی کانوں کو سنائی دے اور زبان پر جاری رہے۔

اسی عقیدت و محبت کی ایک کڑی یہ تالیف ہے۔ آپ نے مجھے حکم دیا کہ میں حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی ذات پر مشتمل قدرے مفصل کتاب لکھوں۔ ان کے حکم کی تعمیل اور رضائے خدائے تعالیٰ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی کے حصول کیلئے قلم و قرطاس کا ملن کروایا۔ از حد کوشش کروں گا کہ محبانِ امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی تشنگی کا سامان ہو۔ اللہ رب العزت مدد فرمائے آمین!

فقط

والسلام

عابد عمران انجم



پہلی فصل:

ابتدائی حالات

نام:

آپ رضی اللہ عنہ، کا نام نامی اسم گرامی حمزہ رضی اللہ عنہ ہے۔

کنیت:

کنیت کے لحاظ سے آپ رضی اللہ عنہ، کو ابویعلیٰ اور ابوعمارہ کے نام سے بھی پکارا جاتا ہے۔

القاب:

آپ کے القاب میں سے زیادہ مشہور لقب سید الشہداء ہے جبکہ آپ کے القاب میں سے ''اسد اللہ'' اور ''اسد الرسول'' بھی ہیں۔

سلسلۂ نسب:

آپ کا سلسلۂ نسب اس طرح سے ہے۔ حمزۃ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی۔

رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق:

1- حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی چچا تھے۔

2- آپ رضی اللہ عنہ، کی والدہ ہالہ بنت وہب رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ حضرت آمنہ کی چچازاد بہن تھیں۔ اس لحاظ سے آپ رضی اللہ عنہ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خالہ زاد بھائی تھے۔

3- آپ رضی اللہ عنہ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے رضاعی بھائی بھی تھے۔ کیونکہ ابولہب کی لونڈی حضرت ثویبہ نے آپ دونوں کو دودھ پلایا تھا۔

پیدائش و مقام پیدائش:

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ، مکۃ المکرمہ میں پیدا ہوئے۔ سن ولادت کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے بعض ارباب سیر نے لکھا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ، رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دو سال بڑے تھے۔ جبکہ بعض نے کہا ہے کہ چار سال بڑے تھے۔ بہر حال ابن سعد کے بیان کے مطابق آپ رضی اللہ عنہ چار سال بڑے تھے۔ اس لحاظ سے آپ رضی اللہ عنہ کا سن پیدائش ۵۶۷ء بنتا ہے۔

رضاعت:

برّہ بنت تجراۃ کہتی ہیں: رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے پہل ثویبہ نے اپنے ایک لڑکے کے ساتھ دودھ پلایا جسے "مسروح" کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ یہ واقعہ حضرت حلیمہ کی آمد سے پہلے کا ہے ثویبہ نے اس سے پہلے حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کو دودھ پلایا تھا اور اس کے بعد ابوسلمہ بن عبدالاسد المخزومی کو دودھ پلایا۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ، میرے رضاعی بھائی ہیں"۔

ابن ابی ملیکہ کہتے ہیں: حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ، رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دودھ شریک بھائی تھے۔ رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ رضی اللہ عنہ کو ایک عربیہ نے دودھ پلایا تھا۔ قبیلۂ بنی بکر میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو دودھ پلانے کا انتظام تھا۔ رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن اپنی رضاعی والدہ حضرت حلیمہ کے پاس تھے کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ، کی والدہ نے رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ پلایا تھا۔

ام المؤمنین حضرت امّ سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی گئی کہ یارسول اللہ! آپ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی لڑکی کو (نکاح) کا پیغام کیوں نہیں دیتے؟ تو حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"رضاعت کی حیثیت سے حمزہ رضی اللہ عنہ میرے بھائی ہیں"۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی کیلئے رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے خواہش کی گئی۔ تو ارشاد فرمایا:

"وہ مجھ پر حلال نہیں ہے۔ وہ میرے رضاعی بھائی کی لڑکی ہے۔ جو نسباً حرام ہے وہ رضاعت سے بھی حرام ہے"۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی لڑکی کی نسبت رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی اور ان کے حسن و جمال کا تذکرہ بھی کیا۔ تو رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"ازروئے رضاعت وہ میرے بھائی کی لڑکی ہے۔ کیا تو نہیں جانتا! اللہ تعالیٰ نے جو نسباً حرام کیا ہے وہ رضاعت سے بھی حرام ہے"۔

محمد بن عبید اللہ کہتے ہیں کہ میں نے ابو صالح کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کرتے سنا کہ وہ فرماتے تھے۔ میں نے رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حمزہ رضی اللہ عنہ کی لڑکی کی بابت تذکرہ کیا۔ تو فرمایا:

"وہ میرے رضاعی بھائی کی لڑکی ہے"۔

مشاغلِ حیات:

آپ رضی اللہ عنہ کے بچپن کے حالات اور ابتدائی مشاغلِ زندگی کے متعلق صرف اتنا ہی پتہ چلتا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کو شعر و شاعری سے شغف تھا۔ علاوہ ازیں شمشیر زنی، تیر اندازی اور پہلوانی کا بچپن ہی سے شوق تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ آزاد فطرت آدمی تھے۔ سیر و سیاحت کرنا، شکار کرنا اور جنگلوں میں گھومنا پھرنا آپ کا من پسند مشغلہ تھا۔

گویا عربوں کے ریت و رواج کے مطابق آپ نے مروّجہ مشاغل ہی اپنائے۔ اور زندگی کا بڑا حصہ انہی مشاغل میں بسر فرمایا۔

حلیہ مبارک:

ازحد حسین و جمیل، بہت خوبصورت پیشانی، درمیانہ قد، چھریرا بدن، گول بازو اور

کلائیاں چوڑی تھیں۔

آپ رضی اللہ عنہ کی آواز گرجدار اور بارعت تھی۔ رنگ سرخ و سفید تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ اگرچہ اتنے تنومند نہیں تھے لیکن شجاعت اور عزم واستقلال کے پیکر مجسم تھے۔



دوسری فصل:

واقعۂ قبول اسلام

اسلام کا نور تاباں آہستہ آہستہ سلیم الفطرت لوگوں کے قلوب و اذہان کو منور کرتا جا رہا تھا۔ اسلام نے اپنے فطری حسن و جمال سے بڑی بڑی جلیل القدر اور نادرِ روزگار ہستیوں کو اپنا گرویدہ بنا لیا تھا۔ ہر روز کوئی نہ کوئی عظیم شخصیت اسلام قبول کر کے اس کی قوت میں اضافہ کا سبب بن رہی تھی۔ اسلام کے خلاف اگرچہ مشرکین مکّہ کا اجتماعی ردّعمل ابھی شروع نہیں ہوا تھا۔ لیکن اکا دکا ایسے واقعات ظہور پذیر ہوتے رہتے جس سے اس بغض و عداوت کا اظہار ہوتا رہتا جو اسلام کے بارے میں ان کے دلوں میں سلگ رہا تھا۔ بے سہارا اور بے آسرا لوگ جو دین حق کو قبول کرتے ان پر ظلم و ستم توڑنے میں کفار قطعاً تامّل نہ کرتے۔ یہاں تک کہ ان میں سے جو زیادہ شقی القلب تھے۔ انہوں نے محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی دست تعدّی دراز کرنا شروع کر دیا۔

ایک روز رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم صفا کی پہاڑی پر تشریف فرما تھے۔ ابوجہل کا ادھر سے گزر ہوا۔ حضور سرورِ کائنات کو دیکھا تو اس کے سینے میں بغض و عناد کا جو لاوا سلگ رہا تھا وہ پھٹ پڑا۔ اس نے سبّ و شتم کے تیر برسانے شروع کر دیئے حلم و وقار کے اس کوہ گراں نے اس کا کوئی جواب نہ دیا۔ اس بے اعتنائی پر ابوجہل کا غصہ اور تیز ہو گیا۔ اس کے ہاتھ میں ڈنڈا تھا۔ اس نے اس سے مارنا شروع کیا پے در پے ضربوں سے جسم نازک و اطہر سے خون رسنے لگا۔ لیکن اس پیکر صبر و رضا نے صبر کا دامن مضبوطی سے تھامے رکھا اور اف تک نہ کی۔ دل کا غبار نکال کر ابوجہل اتراتا ہوا اپنے مدّاحوں کی اس محفل میں جا بیٹھا جو صحن حرم میں اس کے قبیلے والوں نے منعقد کی ہوئی تھی۔

اس کے چلے جانے کے بعد رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم بھی خاموشی سے اپنے گھر تشریف لے گئے۔ عبداللہ بن جدعان کا گھر کوہِ صفا کے قریب تھا۔ اس کی ایک لونڈی نے یہ سارا منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اس روز جنگل میں شکار کیلئے گئے ہوئے تھے۔

چاشت کے وقت ایک کامیاب شکاری کی طرح شاداں و فرحاں واپس آرہے تھے۔ ان کا معمول تھا کہ شکار سے واپسی پر پہلے حرم شریف میں حاضری دیتے۔ بیت اللہ شریف کا طواف کرتے پھر صحن حرم میں رؤساءِ قریش نے اپنی اپنی محفلیں جہاں جما رکھی ہوتیں وہاں جاتے۔ سب سے علیک سلیک کرتے۔ مزاج پرسی کرتے تب گھر واپس جاتے۔ اس روز بھی اسی ارادہ سے وہ حرم شریف کی طرف جا رہے تھے کہ کوہ صفا کے پاس سے گزر ہوا۔ عبداللہ بن جدعان کی جس کنیز نے ابوجہل کی تعدی کا دلخراش منظر دیکھا تھا۔ وہ ان کا راستہ روک کر کھڑی ہو گئی اور کہا:

یا ابا عمّارۃ لو رأیت مالقی ابن اخیك محمد من ابی الحکم آنفاً وجدہٗ ھٰھنا فاذاہ فشتمه و بلغ منه مایکرہ ثمّ انصرف عنه ولم یکلّمه

''اے ابو عمارہ! آج تیرے بھتیجے کے ساتھ ابو جہل نے یہ وحشیانہ سلوک کیا ہے پہلے گالیاں دیتا رہا۔ جب حضور نے خاموشی اختیار کئے رکھی پھر مار مار کر لہو لہان کر دیا''۔

یہ سن کر حضرت حمزہ کے تن بدن میں آگ لگ گئی۔ غصہ سے آگ بگولہ ہو کر ابوجہل کی تلاش میں آگے بڑھے۔ آج ان کی کیفیت ہی نرالی ہے نہ کسی سے پرسش احوال کر رہے ہیں نہ کسی محفل میں کھڑے ہو کر سلام کہہ رہے ہیں ابوجہل کی تلاش میں سیدھے آگے بڑھے چلے جاتے ہیں۔ آخر کار آپ کی نظر ابوجہل پر پڑ گئی جو اپنے اہل قبیلہ کی محفل میں بڑی تمکنت سے بیٹھا ہے۔ لوگ سراپا ادب بن کر اس کے گرد حلقہ باندھے بیٹھے ہیں۔ آپ اس کے مجمع میں گھس گئے اپنی کمان سے اس مردود کے سر پر پے در پے ضربیں لگائیں کہ خون کا فوارہ پھوٹ نکلا اور غصے سے گرجتے ہوئے کہا:

أتشتمه و أنا علی دینه

''اے ابوجہل! تیری یہ مجال کہ تو میرے بھتیجے کو گالیاں نکالے حالانکہ میں نے اس کا دین قبول کر لیا ہے۔ اگر تجھ میں ہمت ہے تو آ اور مجھے روک کر دکھ''۔

بنو مخزوم قبیلہ کے لوگ اپنے سردار کی اس رسوائی پر سیخ پا ہو گئے اٹھے کہ حمزہ سے اس کا بدلہ لیں۔ ابوجہل بڑا کائیں تھا وہ جانتا تھا کہ حمزہ جیسے شیر دل کا مقابلہ ان لومڑیوں سے نہیں

ہو سکے گا خواہ مخواہ کئی جانیں ضائع ہوں گی۔ لہٰذا اپنے قبیلے والوں کو کہا کہ

دعوا اباعمارۃ فانّی و اللہ قد سببت ابن اخیہ سبّاً قبیحاً

"ابو عمارہ کو کچھ نہ کہو۔ بخدا غلطی میری ہے کہ میں نے اس کے بھتیجے سے بدکلامی کی ہے"۔

رشتہ داری کے جوش میں یہ سب کچھ ہو گیا۔ ابو جہل سے اپنے پیارے بھتیجے کا انتقام بھی لے لیا اور اپنے مسلمان ہونے کا اعلان بھی کر دیا لیکن جب گھر واپس آئے تو نفس امارہ نے ملامت کرنا شروع کر دی کہ اے حمزہ! تو نے یہ کیا کیا۔ فرط غضب میں تو اتنا دور چلا گیا کہ اپنے آباؤ اجداد کے عقیدے کو بغیر سوچے سمجھے ترک کر دیا اور ایک نئے دین کو قبول کرنے کا اعلان کر دیا۔ تو نے جلد بازی میں بڑا غلط فیصلہ کیا ہے۔ حمزہ گومگو کے عالم میں ہیں۔ انہیں کچھ سمجھ نہیں آ رہی کہ وہ کیا کر بیٹھے ہیں۔ انہیں یہ بات اپنی شان کے سراسر خلاف معلوم ہوئی کہ انہوں نے ایک ایسے دین کو قبول کر لیا ہے جس کے بارے میں انہوں نے پوری طرح غور و خوض ہی نہیں کیا۔ ساری رات بڑے قلق و اضطراب میں گزری۔ ایسی پریشان رات انہوں نے آج تک نہیں گزاری تھی اور ایسے ذہنی کرب سے انہیں کبھی پالا نہیں پڑا تھا۔ جب صبح ہوئی تو بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے عرض کی۔

یا ابن اخی انّی قد وقعت فی امر لا اعرف المخرج منہ و اقامۃ مثلی علیٰ مالا ادری ماھو۔ أرشدامر۔ ھو غیّ شدید و حدّثنی وقد اشتھیت یا ابن اخی ان تحدّثنی۔

"اے میرے بھتیجے! میں ایک ایسی مشکل میں گرفتار ہو گیا ہوں جس سے نکلنے کا راستہ میں نہیں جانتا۔ اور ایسی بات پر قائم رہنا بڑا مشکل ہے جس کے بارے میں مجھے یہ علم نہیں کہ یہ ہدایت ہے یا گمراہی۔ اس لئے مجھے اس بارے میں کچھ بتایئے۔ میرے بھتیجے! میری خواہش ہے کہ آپ اس سلسلہ میں گفتگو کریں"۔

عقل و دل و نگاہ کے مرشدِ کامل نے حمزہ کے بے تاب دل پر توجہ فرمائی اور بڑے دلنشین انداز میں اسلام کی صداقت و حقانیت کے بارے میں چند ارشاد فرمائے "ویز کیھم" کی شان

والے نبی کی نگاہ التفات کی دیر تھی کہ سارے حجابات اٹھ گئے ساری ظلمتیں کافور ہو گئیں۔ شک وشبہ کا غبار چھٹ گیا۔ دل کی دنیا نور ایمان سے جگمگ جگمگ کرنے لگی۔ اور عرض کی:

اشهد انّك لصادق۔

''میں دل کی گہرائیوں سے گواہی دیتا ہوں کہ آپ سچے ہیں''۔

فاظهر يا ابن اخي دينك فو الله ما احبّ انّ لي ما اظلتهُ السماء و انّي على ديني الاوّل۔

''اے میرے بھائی کے فرزند! آپ اپنے دین کا اظہار فرماتے رہیے بخدا! میں اس بات کو ہرگز نہیں پسند کرتا کہ مجھے ہر وہ نعمت دے دی جائے جس پر آسمان سایہ فگن ہے تاکہ میں اپنے پہلے دین کی طرف لوٹ جاؤں''۔

آپ کے ایمان لانے سے عالم کفر پر ایک رعب طاری ہو گیا بے آسرا مسلمانوں پر ان کی ستم رانیوں میں بڑی حد تک کمی آگئی۔ آپ کے اشعار جو آپ نے اپنے ایمان لانے کی خوشی میں بطور حمد و شکر کہے ہیں۔ آپ بھی انہیں پڑھیے اور لطف اٹھایئے۔

حمدت الله حين هدى فؤادى
الى الاسلام و الدين الحنيف

میں اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرتا ہوں جب اس نے میرے دل کو ہدایت دی اسلام قبول کرنے کیلئے جو دین حنیف ہے۔

لدين جاء من ربّ عزيز
خبير بالعباد بهم لطيف

وہ دین جو اس ربّ تعالیٰ کی طرف سے آیا ہے جو کہ عزت والا ہے اپنے بندوں کے حالات سے باخبر اور ان کے ساتھ لطف و احسان فرمانے والا ہے۔

إذا تليت رسائله علينا
تحدّر دمع ذى اللّب الحصيف

جب اس کے پیغاموں کی ہم پر تلاوت کی جاتی ہے تو ہر عقلمند اور زیرک انسان کے

آنسو ٹپکنے لگتے ہیں۔

رسائل جاء احمد من ھداھا
بآیات مبیّنة الحروف

یہ ایسے پیغامات ہیں جو احمد مجتبیٰ لے کر آئے ہیں ایسی آیات کے ساتھ جن کے حروف روشن ہیں۔

و احمد مصطفیٰ فینا مطاع
فلا تغشوہ بالقول الضعیف

احمد مصطفیٰ وہ ہیں جن کی ہم میں اطاعت کی جاتی ہے کوئی کمزور قول اور عقل وفہم سے گری ہوئی کوئی بات ان کا گھیراؤ نہیں کرتی۔

مشہور سیرت نگار قاضی محمد سلیمان منصور پوری نے اپنی سیرت کی کتاب ''رحمۃ للعالمین'' میں حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے ایمان لانے کی ایک اور وجہ تحریر فرمائی ہے جو بہت ایمان افروز ہے لکھتے ہیں۔

قرابت کے جوش میں حمزہ، ابوجہل کے پاس پہنچے اور اس کے سر پر اس زور سے کمان کھینچ ماری کہ وہ زخمی ہو گیا۔ حمزہ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور کہا بھتیجے! تم یہ سن کر خوش ہو گے کہ میں نے ابوجہل سے تمہارا بدلہ لے لیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''چچا میں ایسی باتوں سے خوش نہیں ہوا کرتا ہاں! تم مسلمان ہو جاؤ تو مجھے بڑی خوشی ہو گی''۔

حضرت حمزہ اسی وقت مسلمان ہو گئے۔ (ضیاء النبی، از پیر محمد کرم شاہ الازہری، جلد ۲ صفحہ ۲۵۱)

آپ رضی اللہ عنہ کب ایمان لائے؟:

اس کے بارے میں مختلف اقوال ہیں۔ بعض نے کہا ہے کہ اعلان نبوت کے پانچویں سال ایمان لائے بعض کے نزدیک اعلان نبوت کے چھٹے سال، لیکن علماء محققین کی تحقیق یہ ہے کہ آپ اعلان نبوت کے دوسرے سال مشرف باسلام ہوئے۔ چنانچہ علامہ ابن حجر جو کہ فن رجال کے امام ہیں۔ تحریر فرماتے ہیں۔

و اسلم فی السّنة الثانية من البعثة و لازم نصر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھاجر معهٗ

''آپ بعثت کے دوسرے سال ایمان لائے۔دم واپسیں تک رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت پر کمر بستہ رہے اور مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت فرمائی''۔

اسلم فی السّنة الثانية من المبعث۔

''آپ نبوت کے دوسرے سال مشرف باسلام ہوئے''۔

انہوں نے سن چھ نبوی کا قول بھی لکھا ہے۔لیکن ''قیل'' کے ساتھ جو کہ ضعف پر دلالت کرتا ہے۔علامہ ابن اثیر لکھتے ہیں:

اسلم فی السّنة الثانية من المبعث۔

''آپ بعثت کے دوسرے سال ایمان لائے''۔

علامہ احمد بن زینی دحلان ''السیرۃ النبویۃ'' میں لکھتے ہیں:

کان اسلام حمزة رضی اللہ عنہ فی السّنة الثانية من النبوة علی الصحيح و قيل فی السّنة السادسة۔

''صحیح قول یہ ہے کہ حضرت حمزہ نبوت کے دوسرے سال ایمان لائے اور بعض نے چھٹا سال لکھا ہے''۔

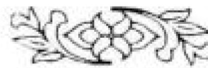
فضیلۃ الشیخ محمد الصادق العرجون اپنی سیرت کی کتاب میں رقمطراز ہیں۔

فقد جذبت الیٰ ساحتها فی السّنة الثانية من بدء وحی الرسالة كماقطع الحافظ ابن حجر به فی الاصابة و صدّر به ابو عمر بن عبد البرّ فی الاستيعاب و تبعهما القسطلانی فی المواهب اعزّ فتًى فی قريش و اشدّ شكيمة اسد الله و اسد رسوله سيد الشهداء مرعبل كتائب الشرك و الوثنية فی بدر و رافع راية الاسلام و التوحيد الفارس المعلم ابو عمارة حمزة بن عبد المطلب عمّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و اخوه من الرضاع و ابن خالته نسبا و منزلة فامّه هالة بنت وهيب بن عبد مناف بن زهرا

ابنۃ عمّ آمنۃ بنت وھب بن عبد مناف امّ سید الخلق محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

''دعوت اسلام نے وحی رسالت کے آغاز میں دوسرے سال اپنی آغوش میں قریش کے معزز ترین جوان، بڑے طاقتور، اللہ اور اس کے رسول کے شیر، سارے شہیدوں کے سردار، میدان بدر میں شرک اور بت پرستی کے لشکروں کو تہس نہس کر دینے والے، اسلام اور توحید کے پرچم بلند کرنے والے مشہور شہسوار ابوعمارہ حمزہ بن عبدالمطلب کو کھینچ لیا''۔

علامہ ابن حجر کی یہی قطعی رائے ہے۔ علامہ ابن عبدالبر نے استیعاب میں اور علامہ قسطلانی نے ''مواہب'' میں اسی قول کو ترجیح دی۔ حضرت حمزہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا بھی تھے اور رضاعی بھائی بھی تھے اور نسب کے اعتبار سے خالہ کے بیٹے بھی تھے کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ ہالہ ''وہیب'' کی بیٹی تھیں جو حضرت آمنہ جو رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ تھیں کے والد ''وہب'' کے بھائی تھے۔



تیسری فصل:

شجاعتِ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ

ابو نعیم نے ''الدلائل'' میں اور ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔ فرماتے ہیں:

میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ کو کس وجہ سے ''فاروق'' کا نام عطا کیا گیا۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ مجھ سے تین دن پہلے اسلام قبول کر چکے تھے۔ میں باہر نکلا تو ایک مخزومی سے ملا۔ میں نے اسے کہا کہ کیا تو نے اپنے آباؤ اجداد کے دین کو چھوڑ کر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے دین کو اختیار کر لیا ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ اگر میں نے ایسا کیا ہے تو یہ کوئی بڑی بات ہے کیونکہ یہ کام تو انہوں نے بھی کیا ہے جن پر تیرا زیادہ حق ہے۔ میں نے پوچھا کہ وہ کون ہے؟ اس نے جواب دیا کہ تیری بہن اور بہنوئی۔ میں ان کی طرف گیا تو میں نے گھر سے جھنجھناہٹ کی آواز سنی میں گھر میں داخل ہوا اور کہا کہ کیا پڑھ رہے تھے؟ بہر حال تھوڑی دیر گفتگو ہوئی حتیٰ کہ میں نے اپنی ہمشیرہ کا سر پکڑ کر اسے پیٹنا شروع کر دیا اور لہولہان کر دیا۔ آخر میری ہمشیرہ بھی اٹھ کھڑی ہوئی اور کہا کہ جتنے جی چاہے تم ڈھا لے ہم یہ دین نہیں چھوڑیں گے۔ جب میں نے خون دیکھا تو مجھے شرمندگی ہوئی اور ترس آ گیا۔ میں نے کہا کہ اچھا! مجھے وہ کتاب دکھاؤ تو میری ہمشیرہ نے کہا کہ ''لا یمسّہ الّا المطھرون'' اسے پاک لوگ ہی چھو سکتے ہیں۔ میں نے غسل کیا تو انہوں نے وہ صحیفہ مجھے دکھایا اس میں سورۂ طٰہٰ کی آیات میں نے پڑھیں۔ میں نے کہا کہ یہ باتیں قریش کی تو نہیں ہے۔ پھر میں نے وہ صحیفہ واپس کر دیا۔ اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کدھر ہیں؟ ہمشیرہ نے بتایا کہ دارارقم میں ہیں۔ میں وہاں گیا اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ تو لوگ اکٹھے ہو گئے اور خوفزدہ ہو گئے۔

اس وقت حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے انہیں کہا کہ تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ لوگوں نے کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ آ رہے ہیں۔ تو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ عمر رضی اللہ عنہ آ رہے ہیں تو کیا ہوا اگر اچھی نیت سے آئے تو ٹھیک ہے اور اگر بری نیت سے آئے تو ہم اسے قتل کر دیں گے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

سن کر باہر تشریف لائے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کلمۂ شہادت پڑھا۔ اس خوشی میں لوگوں نے اتنا زوردار نعرہ بلند کیا کہ جسے تمام وادیٔ مکہ والوں نے سنا۔

میں نے رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ یا رسول اللہ! کیا ہم حق پر نہیں ہیں؟ فرمایا کیوں نہیں۔ تو میں نے عرض کی کہ پھر کس وجہ سے چھپنا۔ ہم سب دو صفوں میں باہر نکلے۔ ایک صف کے آگے آگے میں تھا جبکہ دوسری صف کے آگے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ تھے۔ چلتے چلتے ہم مسجد بیت اللہ شریف میں داخل ہوئے تو قریش نے میری طرف اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہما کی طرف غور سے دیکھا تو انہیں شدید دکھ اور صدمہ پہنچا۔ اس دن رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا نام ''فاروق'' رکھا۔

ابویعلیٰ، حاکم اور بیہقی نے بھی حضرت انس رضی اللہ عنہ، سے یہی روایت نقل کی ہے۔ البتہ اس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خوشخبری سنانے کا ذکر ہے۔ اور یہ کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر تو اللہ تعالیٰ نے اس سے بھلائی کا ارادہ فرمالیا ہے تو اسلام قبول کرلے گا ورنہ اسے قتل کرنا مجھ پر آسان ہے...... الخ

شعب ابی طالب میں محصوری:

ے بعد بعثت میں مشرکین مکہ نے بنو ہاشم اور بنو المطلب کا بائیکاٹ کر دیا۔ لہٰذا ان سب کو شعب ابی طالب میں محصور ہونا پڑا شعب ابی طالب میں انہوں نے عرصہ تین سال گزارے۔ اور یہ دور اس لحاظ سے بہت یادگار ہے کہ حضور سرور کائنات کو اپنے خاندان والوں کو تبلیغ دین کرنے کا موقع میسر آیا لیکن اس لحاظ سے یہ عرصہ غم واندوہ سے بھرپور تھا کہ لوگوں کے پاس کھانے پینے کو کچھ میسر نہ تھا درختوں کے پتے اور گھاس کھا کر پیٹ کی آگ بجھائی جاتی حتی کہ جوتیوں کے چمڑے پانی میں بھگو کر کھائے جاتے رہے۔ اس ابتلاء و آزمائش کے دور میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بھی محصوری کے زہرہ گداز مصائب و آلام جھیلتے رہے۔

مواخات:

علامہ ابن سعد بیان کرتے ہیں کہ۔

حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے مکۃ المکرمہ میں اپنے محبوب و جاں نثار آزاد کردہ غلام حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا اسلامی بھائی بنادیا تھا۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو حضرت زید رضی اللہ عنہ سے اس قدر لگاؤ اور محبت ہوگئی تھی کہ جب بھی آپ مکہ سے باہر تشریف لے جاتے تو حضرت زید رضی اللہ عنہ کو ہی ہر قسم کی وصیت فرماتے تھے۔

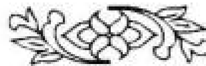
ہجرت:

۱۳ھ بعد بعثت میں حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی تو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بھی اکثر دوسرے صحابہ کے ساتھ حضور سرور عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت سے کچھ عرصہ پہلے ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لے گئے۔

عاصم بن عمر بن قتادہ رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ مدینہ منورہ پہنچ کر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد بن خیثمہ رضی اللہ عنہ کے مکان میں قیام فرمایا۔

لیکن علامہ واقدی لکھتے ہیں کہ

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ صاحب رحل رسول اللہ حضرت کلثوم بن الہدم رضی اللہ عنہ کے مہمان بنے تھے۔ کچھ ہی عرصہ بعد رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی مدینہ منورہ تشریف لے آئے یوں مدنی دور کا آغاز ہوا۔



چوتھی فصل:

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا جبرائیل امین علیہ السلام کو دیکھنا

ابن سعد اور بیہقی نے روایت کیا ہے کہ حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے عرض کی:

''یا رسول اللہ! میں حضرت جبرائیل امین علیہ السلام کو ان کی اصل صورت میں دیکھنا چاہتا ہوں''۔

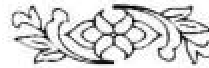
حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

''چچا جان! آپ میں ان کو دیکھنے کی تاب نہیں ہے''۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ درست ہے۔ بہر حال ان کو مجھے دکھایئے ضرور۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''بیٹھ جایئے''۔ لہٰذا آپ بیٹھ گئے۔ کچھ ہی دیر گزری تھی کہ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام اس لکڑی پر اترے جو کہ کعبہ میں نصب تھی اور مشرکین طواف کے وقت اس پر کپڑے ڈالا کرتے تھے۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''چچا جان! اپنی نگاہیں اوپر اٹھایئے''۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے نگاہ اٹھائی اور دیکھا کہ ان کے دونوں پاؤں سبز زبرجد کی مانند ہیں۔ یہ منظر دیکھ کر آپ رضی اللہ عنہ بیہوش ہو گئے۔



پانچویں فصل:

سرایا وغزوات جن میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے شرکت فرمائی

1- سریہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ:

ابن سعد نے طبقات الکبریٰ میں نقل کیا ہے کہ۔ سب سے پہلی مہم ہجرت کے سات ماہ بعد رمضان المبارک میں بھیجی گئی۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لشکر کا امیر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو مقرر فرمایا۔ اور اپنے دستِ مبارک سے ان کا پرچم باندھا۔ یہ پرچم سفید کپڑے کا تھا اور علم بردار ابو مرثد کنانہ بن حصین غنوی کو مقرر کیا گیا۔

اس لشکر کی تعداد تیس افراد پر مشتمل تھی جو کہ تمام کے تمام مہاجرین تھے۔ غزوۂ بدر سے پہلے تمام مہمات میں صرف مہاجرین کو بھیجا جاتا تھا کیونکہ انصار سے مدینہ منورہ کے دفاع کا معاہدہ مہاجرین نے کیا تھا۔ بعد ازاں غزوۂ بدر کے موقع پر انصار کے نمائندہ نے ہر مقام اور ہر حالت میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دفاع کا اعلان کیا۔ تو مہاجرین کی تخصیص ختم کر دی گئی۔

اس مہم کا سبب یہ تھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اطلاع ملی کہ قریش کا ایک تجارتی قافلہ شام سے واپس مکہ جا رہا ہے۔ اس قافلے پر چھاپہ مارنے کیلئے دستہ روانہ کیا گیا۔

قریش کے اس قافلے کا امیر ابو جہل تھا اور قافلے کی حفاظت پر تین سو مسلح محافظ مقرر تھے۔ جب وہ قافلہ ''العیص'' کی سمت سے سیف البحر کے قریب پہنچا تو دونوں لشکر آمنے سامنے آ گئے۔ اور فریقین نے جنگ کیلئے صفیں درست کرنی شروع کر دیں۔ جنگ شروع ہونے ہی والی تھی کہ قبیلہ جہینہ کے سردار مجدی بن عمرو الجہنی نے اپنا اثر و رسوخ استعمال کرتے ہوئے جنگ روکنے کی کوشش شروع کر دی۔ چونکہ اس کے دونوں فریقوں سے دوستانہ تعلقات تھے اس لئے فریقین نے جنگ نہ کرنے کی اس کی تجویز منظور کر لی۔ یوں ابو جہل اپنے آدمیوں اور قافلہ کو لے کر مکہ مکرمہ چلا گیا اور مہاجرین حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی قیادت میں مدینہ منورہ لوٹ آئے۔

واپس آ کر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے رسول نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام حالات عرض کئے اور ساتھ ہی مجدی کی کوششوں کو بھی سراہا۔ چند دن بعد قبیلہ جہینہ کے کچھ لوگ مدینہ منورہ آئے تو رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی خوب خاطر تواضع کی۔ اور انہیں نئی خلعتوں سے نوازا اور مجدی کے متعلق فرمایا:

انه میمون النقیبة مبارك الامر

''کہ مجدی مبارک خصلتوں والا اور بابرکت شخص ہے''۔

2- غزوۂ ابواء:

ہجرت کے بارہ ماہ بعد حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ماہِ صفر میں مقام ابواء کی طرف پہلا سفر جہاد فرمایا۔ اس لشکر کا علم حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو سونپا گیا۔ اس غزوہ کو غزوۂ ودّان کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔ ''فرع'' ایک ضلع ہے جو بحر احمر کے ساحل پر واقع ہے۔ اس میں یہ دونوں شہر آباد ہیں۔ اور ان کے درمیان چھ یا آٹھ میل کا فاصلہ ہے۔

اس غزوہ کا سبب اور مقصد بھی قریش مکہ کے تجارتی قافلے پر چھاپہ مارنا تھا۔ حضور سرور کائنات نے مدینہ منورہ میں حضرت سعد بن عبادہ کو اپنا نائب مقرر فرمایا۔ اس لشکر میں بھی مہاجرین شامل تھے۔ جب یہ لشکر ابواء کے مقام پر پہنچا تو وہ قافلہ بچ نکلنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

اگرچہ اس غزوہ میں قافلے پر تو قبضہ نہ ہو سکا۔ لیکن ایک اور اہم کام یہ ہوا کہ اس علاقہ کے قبیلے بنو ضمرہ سے دوستی کا معاہدہ طے پا گیا۔ وہ معاہدہ درج ذیل ہے۔

بسم الله الرحمٰن الرحيم

هذا كتاب من محمد رسول الله لبني ضمرة بانّهم أمنون على اموالهم و انفسهم و انّ لهم النصرة على من رامهم الّا انْ يحاربوا في دين الله ما بلّ بحر صوفة و انّ النبيّ صلى الله عليه وسلم اذا دعاهم لنصرة اجابوه عليهم بذلك ذمّة الله و ذمّة رسوله و لهم النصر على من برّمنهم و اتّقى۔

''اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔ یہ تحریر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

طرف سے بنی ضمرہ کیلئے لکھی گئی ہے۔ یعنی وہ امن سے رہیں گے ان کی جان و مال کو امن ہوگا۔ اور جو آدمی ان پر حملہ کرنے کا ارادہ کرے گا انہیں اس کے مقابلہ میں مدد دی جائے گی سوائے اس کے کہ وہ اللہ کے دین میں لڑائی کریں"۔

یہ معاہدہ باقی رہے گا جب تک سمندر کا پانی اون کو گیلا کرتا رہے گا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنی مدد کیلئے ان کو دعوت دیں گے تو وہ اس دعوت پر لبیک کہیں گے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول اس بات کا ذمہ دار ہے اور ان کی مدد کی جائے گی جو ان پر حملہ کرے گا اس کے خلاف خواہ وہ نیک اور متقی ہو۔

3- غزوۂ ذی العُشیر ۃ:

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی کہ اہل مکہ کا ایک تجارتی کارواں شام جا رہا ہے۔ تمام اہل مکہ مرد و زن نے اس میں بڑھ چڑھ کر سرمایہ کاری کی ہے۔ یہ قافلہ اتنا بڑا تھا کہ ابوسفیان جو اس قافلے کا سردار تھا۔ اس کا قول ہے۔

و اللّٰہ ما بمکّۃ من قرشی و قرشیّۃ لھا نشی و صاعدا الأ بعث بہ معنلہ

"بخدا! مکہ میں کوئی قریشی مرد اور کوئی قریشی عورت ایسی نہیں تھی جس کے پاس کچھ سرمایہ نہ ہو اور اس نے اس قافلہ میں نہ لگایا ہو"۔

علامہ حلبی اس بارے میں لکھتے ہیں۔

انّ قریشا جمعت جمیع اموالھا فی تلک العیر لم یبق بمکّۃ لا قرشی ولا قرشیّۃ لہ مثقال فصا عدا آلا بعث بہ فی تلک العیر۔

"قریش نے اپنے تمام اموال اس قافلے میں لگا دیئے۔ مکہ میں کوئی قریشی مرد اور عورت جس کے پاس مثقال برابر سونا تھا ایسا نہ رہا جس نے اسے اس قافلہ میں تجارت کیلئے نہ لگایا ہو"۔

مؤرخین نے لکھا ہے کہ

اس تجارتی قافلے میں پچاس ہزار سنہری اشرفیوں کی سرمایہ کاری کی گئی تھی۔ اور اس وقت کے حالات کے پیش نظر اتنی سرمایہ کاری بڑی حیرت انگیز بات ہے۔

اس قافلہ کے تیار کرنے کا سبب اور مقصد یہ تھا کہ اہل مکہ، مدینہ پر چڑھائی کی تیاری کر رہے تھے۔ اور انہوں نے ایسا کرنے کی برملا دھمکیاں عبداللہ بن ابی اور خود مسلمانوں کو دی تھیں۔ یہ تیاریاں علی الاعلان وسیع پیمانے پر ہو رہی تھیں۔ اور ایسی تیاریوں کیلئے چونکہ سرمائے کی ضرورت ہوتی ہے اسی ضرورت کو پورا کرنے کیلئے انہوں نے یہ فقید المثال تجارتی قافلہ تیار کیا تاکہ اس کی آمدنی سے متوقع حملہ کے اخراجات پورے کر سکیں۔

حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اس قافلہ کو ہراساں کرنے کیلئے اپنے ڈیڑھ سو رفقاء کے ساتھ مدینہ طیبہ سے روانہ ہوئے۔ اس وقت سواری کیلئے صرف تیس اونٹ تھے۔ جن پر تمام باری باری سوار ہوتے تھے۔

ان تمام مجاہدین کا تعلق بھی مہاجرین سے تھا۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو سلمی بن عبدالاسد کو اپنا نائب مقرر فرمایا اور اس مہم کا پرچم بھی حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کو عطا کیا گیا۔

آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم مقام عُشیرہ تک اس قافلے کے تعاقب میں تشریف لے گئے۔ معلوم ہوا کہ قافلہ کچھ روز پہلے نکل گیا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جمادی الاول کے باقی دن اور جمادی الثانی کے چند روز یہیں قیام فرمایا۔ عشیرہ ایک قلعہ ہے جو کہ ''ینبع'' اور ''ذی المروہ'' کے درمیان واقع ہے اسے ذوالعشیرہ بھی پکارا جاتا ہے۔ یہاں عمدہ قسم کی کھجوروں کے باغات ہیں جن کا پھل بہت اعلیٰ قسم کا ہوتا ہے۔ یہ علاقہ بنو مدلج قبیلہ کا مسکن تھا۔

اگرچہ قافلہ تو مسلمانوں کے وہاں پہنچنے سے کئی روز پہلے نکل گیا تھا۔ لیکن وہاں قیام کے دوران آقائے نامدار نے ایک عظیم سیاسی کامیابی حاصل کر لی۔ بنو مدلج، بنو ضمرہ قبیلے کے حلیف تھے۔ جن شرائط پر بنو ضمرہ سے معاہدہ طے پایا تھا انہی شرائط پر بنو مدلج سے بھی معاہدہ طے پا گیا۔

اس معاہدہ سے مسلمانوں کی پوزیشن کافی مستحکم ہوگئی کیونکہ یہ بھی ممکن تھا کہ بنو مدلج کفار مکہ سے مل کر مسلمانوں پر چڑھائی کر دیتے۔ اور مسلمانوں کی مشکلات میں کئی گنا اضافہ ہو سکتا تھا۔

اس غزوہ میں آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو ابوتراب کی کنیت عطا

فرمائی۔

حضور سرورِ کائنات ﷺ جب اس غزوہ پر روانہ ہوئے تو "فیفاء الحبار" پہنچے۔ بطحاء بن الازہر کے مقام پر ایک درخت کے نیچے تشریف فرما ہوئے۔ نماز ادا فرمائی۔ اس جگہ مسجد تعمیر کر دی گئی۔ مزید برآں وہاں حضور سرورِ کائنات ﷺ کیلئے کھانا تیار کیا گیا۔

امام ابوالربیع الکاعی الاندلسی اپنی کتاب الاکتفاء میں لکھتے ہیں کہ

چولہے کے وہ پتھر جن پر ہانڈی پکائی گئی تھی وہ اب تک جوں کے توں موجود ہیں اور لوگ انہیں جانتے اور پہچانتے ہیں۔

ہائے افسوس! موجودہ نجدی حکومت سے پہلے حجازِ مقدس میں تبرکات مقدسہ کا اتنا احترام کیا جاتا تھا کہ وہ چولہے جن پر نبی کریم ﷺ کیلئے کھانا تیار کیا گیا۔ ان کی لوگ حفاظت کیا کرتے تھے اور انہیں جانتے بھی تھے اور پہچانتے بھی تھے۔

لیکن آج شرک کے مینڈک اتنے عام ہو چکے ہیں کہ چولہے تو رہے ایک طرف، مزارات مقدسہ کے نام ونشان بھی مٹائے جا رہے ہیں۔ ارے! توحید اتنی کچی نہیں کہ آئینے کی طرح کڑک سے ٹوٹ جائے۔ یہی مزار تو اس بات کا ثبوت ہیں کہ یہ خدا نہ تھے بلکہ خدا کے تخلیق کردہ تھے کہ جنہیں موت آئی اور اب مزارات میں آرام فرما ہیں۔

غزوۂ بدر:

مؤرخین اس معرکہ کو غزوۂ بدر الکبریٰ اور غزوۂ بدر العظمیٰ کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ لیکن اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں اسے یوم الفرقان کے نام سے پکارا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وما انزلنا علیٰ عبدنا یوم الفرقان یوم التقی الجمعان۔ (الانفال:۴۱)

"اور جسے ہم نے اتارا (محبوب) بندہ پر فیصلہ کے دن جس روز آمنے سامنے ہوئے تھے دونوں لشکر"۔

ایک دوسری آیت مبارکہ میں اسے یوم البطشۃ الکبریٰ بتایا گیا ہے۔

ارشادِ ربانی ہے:

یوم نبطش البطشۃ الکبری انا منتقمون۔ (الدخان:۱۶)

''جس روز ہم انہیں پوری شدت سے پکڑیں گے اس روز ہم ان سے بدلہ لیں گے''۔

ابوسفیان کی قیادت میں مکہ سے شام جانے والا قافلہ واپس آرہا تھا۔ جب رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع ملی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو اس قافلے کے تعاقب میں نکلنے کی دعوت دی۔

ہجرت سے انیس ماہ بعد رمضان المبارک کی بارہ تاریخ تھی ہفتہ کا دن تھا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے تین سو تیرہ یا تین سو پندرہ جاں نثاروں کے ہمراہ مدینہ طیبہ سے روانہ ہوئے۔ مسلمان لشکر کے پاس سواری کیلئے ایک گھوڑا اور اسی اونٹ تھے۔ باقی مجاہدین پا پیادہ تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سمیت تمام مجاہدین باری باری سوار ہوتے تھے۔

جب کفار مکہ کا قافلہ ارضِ حجاز میں داخل ہوا تو ابوسفیان نے ہر طرف اپنے جاسوس پھیلا دیئے۔ آخر اسے مسلمان مجاہدین کے آنے کی خبر ملی تو اس نے بنی غفار کے ایک ماہر شتر سوار ضمضم غفاری کو بیس مثقال سونا دے کر قریش مکہ کو اطلاع دینے بھیجا کہ مسلمان اس تجارتی کارواں پر حملہ کرنے کیلئے چل پڑے ہیں اس لئے اس قافلہ کو بچانے کیلئے فوراً پہنچیں۔

ضمضم غفاری کے قریش کو خبر پہنچانے کی دیر تھی کہ تمام قریش مکہ نے جنگ کی تیاری شروع کردی۔ تمام لوگ ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر تیاریوں میں حصہ لے رہے تھے۔

تین روز تک یہ لشکر اس سفر پر جانے کی تیاری کرتا رہا جب تیاریاں مکمل ہوگئیں تو انہوں نے عزم سفر کیا۔ قریش مکہ کی تعداد نو سو پچاس تھی۔ ان کے پاس ایک سو گھوڑے تھے جن پر زرہ پوش سوار تھے۔ جبکہ پیادوں کیلئے زرہیں ان کے علاوہ تھیں۔ اس روز ان کا علمبردار صائب بن یزید تھا اسے اللہ تعالیٰ نے بعد میں نعمت ایمان عطا فرمائی۔ اور ان کی پانچویں پشت میں حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ جیسی نابغۂ روزگار ہستی پیدا ہوئی۔

ادھر ابوسفیان نے معروف راستہ چھوڑ کر مسلمانوں سے بچنے کیلئے غیر معروف راستہ اختیار کرلیا اور جب اسے یہ یقین ہوگیا کہ اب میں مسلمانوں کے حملے سے محفوظ ہوں تو اس

نے ابوجہل کی طرف قاصد بھیجا کہ اب لشکر کی ضرورت نہیں اس لئے تم مکہ واپس لوٹ جاؤ۔ اس وقت بعض لوگ واپس لوٹ گئے جبکہ ابوجہل نے باقی لوگوں کو کسی نہ کسی طرح روکے رکھا۔

پچھلے تمام سرایا وغزوات میں فقط مہاجرین ہی حصہ لیتے آئے تھے لیکن غزوۂ بدر میں انصار مدینہ نے بھی اپنی جانیں فی سبیل اللہ قربان کرنے کا وعدہ کیا۔

آخرے ارمضان المبارک کو مجاہدین اسلام مقام بدر کے قریب پہنچے۔ خبر رسانوں نے خبر دی کہ قریش وادی کے دوسرے سرے تک آ گئے ہیں۔ لہٰذا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وہیں رک گئے اور فوجیں اتر پڑیں۔ حضرت حباب بن منذر رضی اللہ عنہ کی رائے سے چشمے پر قبضہ کرلیا گیا اور باقی کنویں پاٹ دیئے گئے۔

صف آرائی کے بعد کفار کی طرف سے عتبہ، شیبہ اور ولید میدان میں نکلے ان کے مقابلے کیلئے چند انصاری نوجوان آگے بڑھے۔ لیکن عتبہ نے پکار کر کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم! یہ لوگ ہمارے جوڑ کے نہیں۔ ہمارے مقابل والوں کو بھیجو۔ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، حمزہ، علی، عبیدہ رضی اللہ عنہم یہ تینوں مجاہدین نیزے ہلاتے ہوئے میدان جنگ میں کود پڑے۔ چونکہ یہ تینوں حضرات خود پہنے ہوئے تھے اس لئے عتبہ انہیں نہ پہچان سکا اور پوچھا کہ تم کون لوگ ہو؟ جب ان تینوں نے اپنے نام ونسب بتائے تو عتبہ نے کہا کہ ہاں! تم معزز مدّ مقابل ہو۔

عتبہ، حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ، سے اور ولید حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مقابل ہوا۔ اور دونوں مجاہدین اسلام نے کفار کی لومڑیوں کو پلک جھپکنے میں تہہ تیغ کر دیا۔ جبکہ شیبہ جو کہ حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ کا مقابل تھا اس نے حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ کو زخمی کر دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر شیبہ کو بھی جہنم واصل کر دیا اور حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ کو کندھوں پر اٹھا کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں لے گئے۔

اس غزوہ میں کفار کا پہلا مقتول جسے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے جہنم واصل کیا وہ اسود مخزومی تھا۔ یہ شخص بہت فتنہ پرور اور بدکار شخص تھا۔ اس نے یہ عہد کیا تھا کہ میں ضرور بضرور مسلمانوں کے حوض سے پانی پیوں گا۔ جب وہ فاسد نیت سے پانی کے تالاب کی طرف بڑھا تو اسلام کے شاہین حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اس پر جھپٹے جب ان کا آمنا سامنا ہوا تو آپ نے

اس پر تلوار کا وار کیا اور اس کی پنڈلی کاٹ کر رکھ دی وہ پیٹھ کے بل گرا اس کی کٹی ہوئی ٹانگ سے خون کا فوارہ بہنے لگا پھر بھی وہ رینگتا ہوا حوض کے قریب پہنچا اس کا ارادہ تھا کہ اس میں گھس کر سارے پانی کو نا قابلِ استعمال بنا دے۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے اس پر دوسرا وار کیا اور اسکا کام تمام کر دیا۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ جس طرف جاتے کشتوں کے پشتے لگاتے جاتے۔ جس طرف جاتے صفوں کی صفیں ادھیڑ کر رکھ دیتے حتیٰ کہ خود کفار مکہ نے بعد ازاں اس بات کا اعتراف کیا کہ انہوں نے ہمیں بہت زیادہ نقصان پہنچایا ہے۔

غزوۂ بدر کے چیدہ چیدہ واقعات:

1- ابو قیس بن الفاکہ ابو جہل کا خاص معین و مددگار تھا اس نے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو شدید اذیتیں پہنچائی تھیں۔ یہ لعین جنگ بدر میں اسد اللہ و اسد الرسول سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ، کے ہاتھوں جہنم واصل ہوا۔

2- ابلیس لعین نے سراقہ بن مالک کی شکل میں آ کر کفار مکہ کو جنگ پر اکسایا۔

3- اللہ رب العزت نے فرشتوں کی صورت میں مسلمانوں کی مدد فرمائی۔

4- حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے امیہ بن خلف کو جہنم واصل کیا۔

5- دو نو عمر انصاری نوجوانوں حضرت معاذ اور معوذ رضی اللہ عنہما نے اس امت کے فرعون ابو جہل کو قتل کیا۔ جس وقت ابو جہل قتل ہوا وہ یہ اشعار پڑھ رہا تھا۔

ما تنقم الحرب العوان منی
بازل عامین حدیث سنی
لمثل ھذا ولدتنی امی

"یعنی یہ شدید جنگ مجھ سے کیا انتقام لے سکتی ہے میں نوجوان طاقتور اونٹ ہوں جو اپنے عنفوان شباب میں ہے۔ میری ماں نے مجھے ایسی جنگوں کیلئے ہی جنا ہے"۔

6- عبیدہ بن سعید بن العاص جو خود کو ابو ذات الکرش کہا کرتا تھا اسے حضرت زبیر بن العوام نے قتل کیا۔ اور جس نیزے سے اسے قتل کیا وہ حضور نبی کریم ﷺ اور چاروں خلفاءِ راشدین کے پاس رہا۔

7- حضرت عکاشہ بن محصن کو حضور نبی کریم ﷺ نے لکڑی عطا کی جو تلوار بن گئی اور ''العون'' کے نام سے مشہور ہوئی۔

8- حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ، کی آنکھ کا ڈھیلا حضور نبی کریم ﷺ نے دست شفا پھیر کر ٹھیک کیا۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کے پوتے حضرت عاصم رحمۃ اللہ علیہ اس کے متعلق فرماتے ہیں۔

انا ابن الّذی سالت علی الخدّعینہٗ

وردّت بکفّ المصطفٰی ایّما ردّ

''میں اس مجاہد کا بیٹا ہوں جن کی آنکھ ان کے رخسار پر بہنے لگی تھی اور مصطفیٰ کریم کی ہتھیلی نے اسے لوٹایا تھا اور یہ لوٹانا کتنا ہی بہترین تھا''۔

9- اسود بن مطلب لعین، حضور نبی کریم ﷺ کو شدید اذیتیں پہنچایا کرتا تھا۔ ایک دفعہ اس کی اذیتوں سے تنگ آکر نبی کریم ﷺ نے بارگاہ الٰہی میں اس کے متعلق عرض کی تھی کہ

بِاَنْ یعمی اللّٰہ بصرہٗ و یثکل ولدہ

''یعنی اللہ تعالیٰ اسے اندھا کردے اور یہ اپنے بیٹوں کی موت پر روئے''۔

غزوۂ بدر میں اس کے دو بیٹے اور ایک پوتا قتل ہوا۔ اس سے پہلے یہ اندھا ہو چکا تھا۔ اور غزوہ بدر میں بیٹوں اور پوتے کی موت پر اس نے ماتم کیا۔ بعد ازاں تمام قریش کے متفقہ فیصلے پر آہ و بکا منع کردی گئی تو ایک دن اس نے کسی رونے والے کی آواز سن کر اپنے غلام کو دوڑایا کہ جاؤ! دیکھ کر آؤ کہ کیا قریش نے رونے کی اجازت دے دی ہے۔ غلام نے واپس آکر کہا کہ وہ تو ایک عورت رو رہی ہے جس کا اونٹ گم گیا ہے تو اس نے فی البدیہہ یہ اشعار کہے:

اتبکی ان اضلّ لھا بعیر

ویمنعھا من النّوم السھود

”وہ اس بات پر رو رہی ہے کہ اس کا اونٹ گم ہو گیا ہے اور بے خوابی اسے سونے نہیں دیتی“۔

فلا تبکی علی بکر ولکن
علی بدر تقاصرت لجدود

”اسے کہو کہ اونٹ پر مت روئے اگر رونا ہے تو سانحہ بدر پر روئے جب ہماری قسمتوں نے ہمارا ساتھ نہیں دیا تھا“۔

وبکی ان بکیت ابا عقیل
وبکی حارثا اسود الاسود

”اگر رونا ہی چاہتی ہے تو ابو عقیل اور حارث پر روئے جو شیروں کے شیر تھے“۔

وبکیھم ولا تسمی جمیعا
وما لأبی حکیمۃ من ندید

”ان سب پر روئے لیکن ان سب پر فخر نہ کرے اور ابو حکیمہ کا تو شریک ہی نہیں“۔

ألا قد ساد بعد ھم رجال
ولولا یوم بدر لم یسود

”اب ایسے لوگ ہمارے سردار بن گئے کہ اگر جنگ بدر کا حادثہ پیش نہ آتا تو وہ ہرگز سردار نہ بن سکتے“۔

غزوۂ بنو قینقاع:

یہ غزوہ ہجرت سے بیس ماہ بعد ماہ شوال میں وقوع پذیر ہوا۔ ان کا محاصرہ شوال کی پندرہ تاریخ بروز ہفتہ شروع ہوا جو پندرہ روز تک جاری رہا۔

اس غزوہ کا اصل سبب یہ تھا کہ ایک یہودی صرّاف نے ایک مسلمان عورت سے بد تمیزی کی تو ایک غیور مسلمان نے اسے قتل کر دیا۔ اس مسلمان کو بہت سے یہودیوں نے مل کر شہید کر دیا۔

اسی محرک کی بنا پر حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم شوال کے نصف آخر میں محاصرے کیلئے روانہ ہوئے۔ اس لشکر کے علم بردار بھی حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ تھے جن کے ہاتھ میں سفید پرچم لہرا رہا تھا۔

بنو قینقاع قبیلۂ یہود کے مردوں کی تعداد سات سو تھی ان میں سے تین سو زرہ پوش تھے۔ اور چار سو بغیر زرہ کے تھے۔ ان کے پاس اسلحہ کے بے پناہ ذخائر تھے تلواریں، نیزے اور کمانیں بکثرت تھیں۔

محاصرہ پندرہ روز جاری رہا آخر کار یہودیوں نے آ کر درخواست کی کہ انہیں یہاں سے نکل جانے کی اجازت دے دی جائے۔

یوں مدینہ طیبہ سے نکل کر وہ شام کی ایک بستی ''الذرعاۃ'' میں جا کر آباد ہو گئے لیکن کچھ عرصہ بعد وہاں ان کا نام ونشان بھی باقی نہ رہا۔

غزوۂ احد:

غزوۂ بدر میں قریش کے نامی گرامی رؤساء مقتول ہوئے اور انہیں شکست فاش ہوئی۔ اس شکست کے داغ مٹانے اور اپنے مقتولین کا انتقام لینے کیلئے قریش مکہ نے تجارتی کارواں سے حاصل شدہ تمام نفع جنگی تیاریوں کیلئے وقف کر دیا۔ آخر آتش انتقام خوب بھڑک اٹھی تو شوال ۳ھ میں قریش مکہ غیض وغضب کا بادل بن کر مدینہ طیبہ کی طرف بڑھے۔

لشکر کفار کی روانگی:

لشکر کفار تین ہزار جنگجوؤں پر مشتمل تھا۔ ان میں سے سات سو زرہ پوش تھے دو سو گھڑ سوار، تین ہزار اونٹ تھے۔

روساء قریش کی خواتین کی شرکت:

کوئی آدمی میدان جنگ سے بھاگنے کا سوچے اس تصور کو ختم کرنے کیلئے رؤساءِ قریش نے اپنی بیویوں کو بھی ساتھ لے لیا۔ جنہوں نے بعد میں اپنے نوجوانوں کے رجزیہ اشعار گا کر حوصلے بڑھائے۔ ان میں سے جن کے نام کتب تاریخ میں محفوظ ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

1- ہند بنت عتبہ زوجہ ابوسفیان۔

جو میدان احد میں لشکر کا قائد تھا اس کا باپ عتبہ جنگ بدر میں قتل کیا گیا تھا۔

2- ام حکیم بنت حارث بن ہشام بن مغیرہ۔
عکرمہ بن ابی جہل کی بیوی تھی۔

3- فاطمہ بنت ولید بن مغیرہ۔
حارث بن ہشام بن مغیرہ کی بیوی تھی۔

4- برزہ بنت مسعود بن عمر بن عمیر الثقفیہ۔
صفوان بن امیہ کی بیوی اور عبداللہ بن صفوان کی ماں تھی۔

5- ریطہ بنت منبہ بن حجاج۔
عمرو بن عاص کی بیوی تھی۔

6- سلافہ بنت سعد۔
طلحہ بن ابی طلحہ کی بیوی اور کفار کے علمبرداروں مسافع، جلاس اور کلاب کی ماں تھی جو تینوں کٹ مرے تھے۔

7- خناس بنت مالک۔
ابوعزیز بن عمیر کی ماں تھی یہ ابوعزیز حضرت مصعب کا بھائی تھا۔

8- عمرہ بنت علقمہ۔
بنو حارثہ قبیلے کی ایک خاتون۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابہ سے مشورہ:

آقائے کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر تم مناسب سمجھو تو شہر کے اندر مورچہ بند ہو جاؤ۔ عورتوں اور بچوں کو مختلف گڑھیوں میں بھیج دو۔ اگر کفار باہر ٹھہرے رہیں گے تو ان کا یہ ٹھہرنا ان کیلئے بہت تکلیف دہ ہوگا اور اگر انہوں نے شہر کے اندر داخل ہونے کی جرأت کی تو ہم گلی کوچوں میں ان سے لڑائی کریں گے اور ہم ان گلیوں کے پیچ وخم سے خوب واقف ہیں ہم ان پر بلند مکانوں اور اونچے ٹیلوں سے پتھراؤ کر کے انہیں پچھاڑ سکیں گے۔

اکابر مہاجرین وانصار کی بھی یہی رائے تھی۔

عبداللہ بن ابی نے اس کی تائید کی۔لیکن پر جوش نوجوانوں کی ایک جماعت جو کسی وجہ سے بدر میں شریک نہیں ہو سکی تھی جنہیں شرف شہادت حاصل کرنے کا ازحد شوق تھا وہ حصول شہادت کے شوق کے باعث اس رائے سے متفق نہ ہو سکے۔انہوں نے عرض کی۔یا رسول اللہ! ہمیں لے کر دشمنان حق کے سامنے چلئے۔وہ یہ نہ خیال کریں کہ ہم بزدل ہیں اور گھروں میں سہم کر بیٹھ گئے ہیں۔

عبداللہ بن ابی نے پھر کہا۔یارسول اللہ! مدینہ میں ہی رہ کر جنگ لڑیں کیونکہ جب بھی ہم نے شہر سے باہر نکل کر دشمن کا مقابلہ کیا ہے ہمیں نقصان اٹھانا پڑا ہے اور جب بھی دشمن نے شہر میں داخل ہو کر ہم سے جنگ کی ہے اُسے مُنہ کی کھانی پڑی ہے۔

حضرت حمزہ، سعد بن عبادہ، نعمان بن مالک اور انصار کے چند دیگر نوجوانوں نے عرض کی۔یارسول اللہ! اگر ہم نے ایسا کیا تو کفار یہ سمجھیں گے کہ ہم ان سے ڈر گئے ہیں اور بزدلی کے باعث میدان جنگ میں ان کو للکار نہیں سکے۔

جذبہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ:

اسد اللہ واسد الرسول حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

و الّذی انزل علیک الکتاب لا اطعم الیوم طعاما حتّی اجالدھم بسیفی خارج المدینۃ

''یعنی اس ذات کی قسم جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر کتاب نازل فرمائی کہ میں آج اس وقت تک کھانا نہیں کھاؤں گا جب تک مدینے سے باہر نکل کر میں ان کے ساتھ نبرد آزمانہ ہوں''۔

یہ جمعۃ المبارک کا دن تھا۔اس دن بھی آپ روزہ سے تھے اور دوسرے دن بھی آپ نے روزہ رکھا اور اسی روزہ کی حالت میں آپ نے جامِ شہادت نوش فرمایا۔

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب:

صحابہ کرام سے مشورہ فرمانے سے پہلے جمعۃ المبارک کی رات کو حضور سرور کائنات

صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خواب دیکھا۔ صبح کے وقت مشورہ کیلئے صحابۂ کرام کو یاد فرمایا۔ جب وہ آ گئے تو حضور آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء سے اپنی گفتگو کا آغاز فرمایا۔ پھر اپنا خواب بیان فرمایا کہ میں نے دیکھا ہے اور اللہ تعالیٰ بہتر کرے گا۔ میں نے ایک گائے کو دیکھا جس کو ذبح کیا گیا۔ میں نے اپنی تلوار کی دھار میں کئی دندانے دیکھے ہیں۔ گائے سے مراد تو میرے وہ اصحاب ہیں جو شہید ہوں گے اور دندانوں سے مراد یہ کہ میرے اہل بیت سے ایک قتل کیا جائے گا۔ پھر میں نے دیکھا کہ میں نے اپنا ہاتھ ایک مضبوط زرہ کے اندر ڈالا ہے اور میرے نزدیک زرہ سے مراد شہر مدینہ ہے۔

لشکر غازیان اسلام:

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ 1000 ہزار کی جمعیت تھی۔ جب حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم شوط کے مقام پر پہنچے تو رئیس المنافقین عبد اللہ بن ابی یہ کہہ کر اپنے تین سو ساتھیوں کو واپس لے گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نادان بچوں کا کہنا مانا اور میرے مشورے کو مسترد کر دیا ہے۔ ہم بلا وجہ اپنے آپ کو ہلاکت کے گڑھے میں کیوں پھینکیں۔ یوں مسلمانوں کے لشکر کی تعداد سات سو رہ گئی ان میں سے 100 مجاہدین زرہ پوش تھے جبکہ پورے لشکر میں فقط دو گھوڑے تھے ان میں سے ایک حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا جبکہ دوسرا ابو بردہ بن نیار حارثی رضی اللہ عنہ کے پاس تھا۔

خواتین قریش کی قسم:

جنگ بدر میں جن عورتوں کے باپ بھائی اور شوہر قتل ہوئے تھے۔ انہوں نے قسم کھائی تھی کہ ہم اپنے رشتہ داروں کے قاتلوں کا خون پی کر ہی دم لیں گی اور ان کے اعضاء کا ہار بنا کر گلوں میں ڈالیں گی۔

سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نے ہند زوجہ ابوسفیان کے باپ عتبہ اور جبیر بن مطعم کے چچا کو جنگ بدر میں قتل کیا تھا۔ اسی بنا پر ہند نے وحشی کو جو کہ جبیر بن مطعم کا غلام تھا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے قتل پر آمادہ کیا اور اس سے یہ وعدہ کیا کہ اگر اس نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا تو

بدلے میں اسے آزاد کر دیا جائے گا۔

وحشی کے پاس حبش کا ایک حربہ تھا جو بہت کم خطا کرتا تھا اور جسے لگ جاتا تھا اسے زندہ نہ چھوڑتا تھا۔

ہند بنت عتبہ جب بھی وحشی کے پاس آتی تو اسے یہ کہہ کر شہ دیا کرتی ویحاً یا ابا دسمة اشف و استشف واہ وا! اے ابو دسمہ (وحشی) کوئی ایسا کام کرنا کہ خود بھی شفا پاؤ اور ہمیں بھی شفا دو۔

آغاز جنگ:

کفار کی طرف سے جس نے جنگ کی ابتداء کی وہ ابو عامر تھا۔ وہ اپنے پچاس (50) ہمراہیوں سمیت یثرب سے مکہ چلا گیا تھا تاکہ قریش مکہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف جنگ کرنے کیلئے ابھارے۔ اس نے قریش کو یقین دلایا تھا کہ جب اس کی قوم بنی اوس اسے دیکھے گی تو تمام لوگ مسلمانوں کو چھوڑ کر اس کے جھنڈے تلے جمع ہو جائیں گے۔ جب وہ میدان جنگ میں نکلا تو اسی زعمِ باطل کے اثر سے اس نے بلند آواز سے کہا:

یا معشر الاَوْسِ أنا ابو عامر۔

''اے گروہ اوس! مجھے پہچانا میں ابو عامر ہوں''۔

ادھر سے غلامان مصطفیٰ علیہ التحیة والثناء نے یہ جواب دیا۔

لا انعم اللّٰہ بك عینا یا فاسق۔

''یعنی اے فاسق! اے بدبخت بدمعاش! خدا تیری آنکھوں کو کبھی ٹھنڈا نہ کرے ہماری آنکھوں سے دور ہو جا''۔

تب کھسیانی بلی کھمبا نوچے کے مصداق اس نے مسلمانوں پر خوب تیر برسائے اور جب تیر ختم ہو گئے لیکن دل کی بھڑاس نہ نکلی تو پتھر اٹھا اٹھا کر پھینکنے لگا۔

اس وقت مکہ کی شریف زادیاں شرم و حیا کی چادر کو پرے پھینک کر دفیں بجا رہی تھیں رقص کر رہی تھیں اور شعر گا گا کر اپنے بہادروں کے جوش انتقام کی آنچ کو تیز تر کر رہی تھیں۔

کو جوش دلاتی تھی اور کہتی تھی۔

ویحاً بنی عبد الدار
ویحاً وحماۃ الادبار

"واہ واہ! اے عبدالدار کے بیٹو! واہ وا! اے پشتوں کی حفاظت کرنے والو!"۔

ضرباً بکل بتّار

"ہر کاٹنے والی تیز تلوار سے دشمن پر کاری ضرب لگاتے چلو"۔
اور کبھی یہ اشعار گا کر ان کی آتش غضب کو تیز تر کرتی تھی۔

نحن بنات طارق
نمشی علی النمارق

"ہم معزز لوگوں کی بیٹیاں ہیں۔ ہم نرم و گداز قالینوں پر چلتی ہیں"۔

الدّرّ فی المخانق
و المسك فی المفارق

"موتی ہمارے گلوں میں ہیں اور کستوری ہماری مانگوں میں ہے"۔

إن تقبلوا نعانق
او تدبروا نفارق
فراق غیر وامق

"اگر تم آگے بڑھ کر حملہ کرو گے تو ہم تمہیں سینے سے لگائیں گی اور اگر تم پیٹھ پھیرو گے تو ہم تم سے جدائی اختیار کر لیں گی ایسی جدائی جس پر ہمیں کوئی افسوس نہیں ہوگا"۔

بعد ازاں حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو دجانہ رضی اللہ عنہ کو تلوار عطا فرمائی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے یہ رجزیہ اشعار پڑھے۔

إنا الّذی عاھدنی خلیلی
ونحن بالسّفح لدی النخیل

ألا اقوم الدھر فی الکیول
اضرب بسیف اللّٰہ و الرّسول

''میں وہ ہوں جس کے ساتھ میرے خلیل نے یہ اس وقت معاہدہ کیا تھا جب ہم کھجوروں کے پاس دامان کوہ میں تھے کہ میں ساری عمر پچھلی صفوں میں کھڑا نہیں ہوں گا اللہ اور اس کے رسول کی تلوار چلاتا رہوں گا''۔

آپ نے یہ رجزیہ اشعار پڑھتے ہوئے کفار کے کشتوں کے پشتے لگا دیئے۔ایک کافر بہت ڈینگیں مار رہا تھا آپ نے اس پر تلوار کا وار کیا اور اس کا آدھا جسم ایک طرف اور آدھا ایک طرف دھڑام سے گر پڑا۔

ایک مرتبہ حضرت ابودجانہ رضی اللہ عنہ کی تلوار کے نیچے ہند زوجہ ابوسفیان آئی تو آپ نے تلوار اس کے سر پر رکھ کر اٹھائی۔اور جب حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے آپ سے اس بارے میں پوچھا تو آپ نے جواب دیا۔

کرھت ان اضرب بسیف رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم امرأة لا ناصرلھا

''مجھے یہ بات پسند نہ آئی کہ میں حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار سے ایک عورت کو قتل کروں اور عورت بھی وہ جس کا کوئی مددگار نہ تھا''۔

اسی اثناء میں کفار کے علمبردار طلحہ بن ابی طلحہ نے للکار کر کہا:

ھل من مبارز۔

''ہے کوئی میرے ساتھ پنجہ آزمائی کرنے والا''۔

شیر خدا حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ اس کافر کی ڈینگیں سن کر اللہ تعالیٰ کا نام بلند کرتے ہوئے میدان میں نکل آئے۔شیر خدا نے اسے سنبھلنے کا موقع بھی نہ دیا اور تلوار کا ایک ہی وار کیا۔جس سے وہ گرا اور اس کا ستر کھل گیا۔حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کا ستر کھل جانے کے باعث دوسرا وار نہ کیا لیکن آپ کے ایک ہی وار نے اس کافر کا کام تمام کر دیا۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شمشیر کی کاٹ:

طلحہ کے جہنم واصل ہو جانے کے بعد اس کا بھائی ابو شیبہ عثمان بن ابی طلحہ آگے بڑھا۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر اس پر اپنی شمشیر خار اشگاف کا وار کیا تو تلوار اس کے کندھوں کو کاٹتی ہوئی سینے کو چیرتی ہوئی نیچے پار تک نکل گئی اور اس کے جسم کے دو ٹکڑے الگ الگ جا گرے۔

طبقات ابن سعد میں ہے کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی تلوار اس کے ہاتھ، شانے کاٹتی ہوئی کمر تک پہنچ گئی اور اس کا پھیپھڑا نظر آنے لگا۔

جناب سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ یہ کہتے ہوئے واپس آئے۔

انا ابن ساقی الحجاج۔

''کہ میں تو حاجیوں کو پانی پلانے والے کا بیٹا ہوں''۔

علاوہ ازیں جب ارطاۃ بن شرحبیل نے کفار کا علم اٹھا کر لہرایا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے کیفر کردار تک پہنچایا۔ جبکہ ابن ہشام کے نزدیک اسے بھی حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے جہنم واصل کیا۔

سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی شجاعت کی ایک اور جھلک:

جب احد پر فریقین کی صفیں قتال کیلئے مرتب ہو گئیں اور لڑائی شروع ہوئی تو سباع بن عبدالعزی یہ کہتے ہوئے میدان میں آیا۔

ھل من مبارز۔

''ہے کوئی میرا مقابلہ کرنے والا''۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اس کی طرف یہ کہتے ہوئے بڑھے۔

ھلمّ الیّ یا ابن مقطعۃ البظور تحادّ اللّٰہ و رسولہ۔

''اے سباع! اے لڑکیوں کے ختنے کرنے والی عورت کے بیٹے! تو اللہ اور اس کے رسول کا مقابلہ کرتا ہے''۔

یہ کہہ کر اس پر تلوار کا ایک ہی وار کیا اور ایک ہی وار میں اسے موت کے گھاٹ اتار دیا۔

شہادت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ:

جب آپ رضی اللہ عنہ نے سباع کو قتل کیا تو وحشی جو کہ آپ کی طاق میں تھا وہ ایک بڑے پتھر کی اوٹ میں چھپا بیٹھا تھا کیونکہ اس کا مشن صرف سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کا قتل تھا۔ اور اس بارے میں وحشی خود کہتا ہے کہ جب میں مکہ آیا تو آزاد ہو گیا۔ اور قریش کے ساتھ فقط حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کے ارادے سے آیا تھا۔ قتل وقتال میرا مقصد ہرگز نہ تھا۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کے بعد لشکر سے علیحدہ جا کر بیٹھ گیا۔ اس لئے کہ میرا کوئی مقصد نہ تھا۔ میں نے صرف آزاد ہونے کی خاطر حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کو قتل کیا۔

اس سے یہ معلوم ہوا کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے قتل کیلئے باقاعدہ منصوبہ بندی کی گئی تھی۔

بہر حال جب حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے سباع بن عبد العزی کو قتل کیا تو وحشی جو کہ ایک پتھر کی اوٹ میں چھپا بیٹھا تھا۔ جب آپ رضی اللہ عنہ اس کے قریب آئے تو وحشی نے اپنا حربہ پھینکا وہ حربہ آپ رضی اللہ عنہ کو ایسا لگا کہ جسم مبارک کو چیرتا ہوا نکل گیا اور دوسری طرف سے اس کا سرا ظاہر ہو گیا۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ چند قدم لڑکھڑا کر چلے اور گر پڑے اس طرح اس عظیم عم الرسول نے شہادت کا جام نوش فرمایا۔

انّا للّٰہ و انّا الیہ راجعون۔

شہادت حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بزبان وحشی:

امام بخاری، ابوداؤد الطیالسی اور ابن اسحاق و دیگر اہل تحقیق نے آپ کی شہادت کا واقعہ آپ کے قاتل وحشی کی زبان سے یوں نقل کیا ہے۔ وحشی کا بیان ہے۔

جنگ بدر میں سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ نے طعیمہ بن عدی کو قتل کیا تھا۔ جب قریش مکہ جنگ احد کیلئے روانہ ہوئے تو میرے مالک جبیر بن مطعم (جو بعد میں مشرف باسلام ہو گئے) نے مجھے کہا کہ اگر تم میرے چچا طعیمہ کے عوض حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حمزہ رضی اللہ عنہ کو قتل کر دو تو تم آزاد ہو۔ چنانچہ میں بھی لشکر کفار میں شامل ہو کر روانہ ہوا۔ میں حبشی الاصل تھا اور حربہ مارنے میں

کمال مہارت رکھتا تھا۔ شاذ و نادر ہی میرا وار خطا جاتا تھا جب جنگ شروع ہوئی اور دونوں فرق ایک دوسرے سے مصروف پیکار ہو گئے تو میں صرف حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی سرگرمیوں کو تاڑتا رہا۔ آپ ایک مست خاکستری اونٹ کی طرح دندناتے پھرتے تھے۔ جدھر سے گزرتے اپنی تلوار آبدار سے صفوں کو الٹ پلٹ کر رکھ دیتے۔ آپ کے مقابلہ میں کھڑا ہونے کی کسی میں جرأت نہ تھی۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ جو جدھر رخ کرتا ہے لوگ بھاگ کھڑے ہوتے ہیں۔ لوگوں نے مجھے بتایا کہ یہی حمزہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ میں نے دل میں کہا میرے مطلوب تو یہی ہیں۔ میں نے ان کو اب پہچان لیا تھا۔ اب میں ان پر ضرب لگانے کی تیاری کرنے لگا۔ کبھی کسی درخت اور کبھی کسی چٹان کی اوٹ میں چھپتا چھپاتا میں ان کے نزدیک پہنچنے کی کوشش کرنے لگا۔

اسی اثناء میں سباع بن عبدالعزی الغبشانی سامنے آ نکلا۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے اسے دیکھا تو اسے للکارتے ہوئے کہا۔ ھلمّ الیّ یا ابن مقطعۃ البظور "اے ختنہ کرنے والی کے بیٹے!" آمیری طرف دو دو ہاتھ ہو جائیں۔ تحاد اللّٰہ و رسولہٗ تو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے دشمنی رکھتا ہے۔

یہ کہہ کر آپ نے اس پر حملہ کر دیا اور آن واحد میں اسے موت کی آغوش میں سلا دیا اور اس کے بے جان لاشہ سے زرہ اتارنے کیلئے اس پر جھکے۔ میں ایک چٹان کی اوٹ میں تاڑ لگائے چھپ کر بیٹھا تھا۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا پاؤں پھسلا تو زرہ سرکنے سے آپ کا پیٹ ننگا ہو گیا۔ میں نے اپنے چھوٹے نیزے کو پوری قوت سے اپنی گرفت میں لے کر لہرایا جب مجھے تسلی ہو گئی تو میں نے تاک کر وہ نیزا آپ کے شکم پر دے مارا جو ناف کے نیچے سے اندر گھسا اور پار نکل گیا۔ آپ نے غضبناک شیر کی طرح مجھ پر جھپٹنا چاہا لیکن زخم کاری تھا۔ آپ اٹھ نہ سکے۔ میں وہاں سے چلا آیا اور جب آپ کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی تو میں پھر وہاں گیا اور اپنا نیزہ اٹھا لایا۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش سے ظالمانہ سلوک:

صاحب امتاع نے لکھا ہے کہ

وحشی نے آپ رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کے بعد آپ کا پیٹ چاک کیا آپ کا کلیجہ نکالا اور ہند کے پاس لے آیا اور کہا کہ یہ حمزہ رضی اللہ عنہ کا کلیجہ ہے۔ اس نے اسے چبایا اور نگلنا چاہا لیکن نگل نہ سکی اور اگل دیا۔

وحشی کو انعام:

ہند نے اپنے کپڑے اور زیور اتار کر وحشی کو بطور انعام دیئے اور وعدہ کیا کہ مکہ جا کر وہ اسے مزید دس دینار بطور انعام دے گی۔

مزید سنگدلی:

انعام عطا کرنے کے بعد ہند نے اسے کہا کہ میرے ساتھ چلو اور مجھے حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش دکھاؤ۔ وہاں پہنچ کر اس سنگدل عورت نے آپ کے اور دیگر شہداء کے ناک کاٹے پھر انہیں پرو دیا ان کے کڑے، بازو بند اور پازیب بنائے اور مکہ میں جب داخل ہوئی تو یہ زیور پہن کر داخل ہوئی۔

زرقانی اور صاحب مدارج النبوۃ نے لکھا ہے کہ

ہند نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے کان ناک اور آلۂ تناسل کاٹ لئے اور اپنے ساتھ مکہ میں لے گئی۔

یہ سب کچھ اس ہند نے کیا جس کو ابھی چند لمحے پیشتر حضرت ابو دجانہ رضی اللہ عنہ نے اپنی تلوار کی زد میں لا کر معاف کر دیا تھا کہ مبادا سرکار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار عورت کے خون سے رنگین ہو۔

سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش پاک کی تلاش:

جب قریش مکہ میدان احد سے چلے گئے تو مسلمانوں نے شہداء کی تلاش کا کام شروع کیا۔ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم بار بار دریافت فرماتے:

مافعل عمّی۔

''میرے چچا جان نے کیا کیا''

یعنی ان کی کوئی خبر بتاؤ حارث بن الصمہ ان کی تلاش میں نکلے دیر تک ڈھونڈتے رہے کوئی سراغ نہ ملا۔ پھر سیدنا علی المرتضیٰ تلاش کیلئے نکلے تلاش بسیار کے بعد وادی کے وسط میں آپ کا جسم اطہر خون میں نہایا ہوا دیکھا۔ واپس آ کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی۔ حضور تشریف لے گئے۔

مدارج النبوۃ میں اس طرح لکھا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش پر آئے ان کو اس حالت میں دیکھا تو رونے لگے اور روتے رہے۔ سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور ساری صورتحال بتائی۔ حضور سرکار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہمراہ حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش پر تشریف لائے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش پر:

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہمراہ سرفروشی اور جانبازی کی اقلیم کا سلطان جس تخت خاک پر جلوہ فرما تھا وہاں پہنچے تو عاشق صادق کی قابل رشک حالت دیکھ کر حضور دم بخود کھڑے ہو گئے۔ پیٹ چاک ہے وہ دل جو اللہ اور اس کے محبوب کی جلوہ گاہ تھا کاٹ کر نکال لیا گیا ہے۔ اور اسے پرزہ پرزہ کر دیا گیا ہے۔ روئے تاباں کی ساری آرائشیں ناک، آنکھیں، کان سب توڑ پھوڑ دی گئیں ہیں اتنا غم انگیز منظر حضور پرنور نے کبھی نہ دیکھا تھا چشمان مبارک سے آنسوؤں کے گوہر ہائے تابدار ٹپ ٹپ گرنے لگے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہچکی بندھ گئی:

جب لشکر اسلام میں بھگدڑ مچی تو حضور نے پوچھا حمزہ کہاں ہیں۔ ایک شخص نے عرض کی اس وقت میں نے انہیں ان چٹانوں کے پاس دیکھا وہ کہہ رہے تھے۔

انا اسد اللّٰہ و رسولہ اللّٰھمّ ابرأ الیك ممّا جاء بہ ھؤلاء یعنی ابا سفیان و اصحابہ و اعتذر الیك ممّا صنع ھؤلاء بانھزا مھم۔

''میں اللہ کا شیر ہوں اس کے رسول کا شیر ہوں۔ اے اللہ! میں ان کفار کی کارستانیوں سے برأت کا اظہار کرتا ہوں اور ان مسلمانوں نے جو راہ فرار

اختیار کی ہے اس کیلئے معذرت خواہ ہوں''۔

حضور ان چٹانوں کے پاس پہنچے وہاں آپ کی مثلہ شدہ لاش دیکھ کر آنکھیں اشکبار ہو گئیں یہاں تک کہ آپ کی ہچکی بندھ گئی۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

رحمة اللّٰه علیه فانّك كنت كما علمتك فعولا للخیرات وصولا للرّحم لولا ان تحزن صفیة (أونساء نا) لتركته حتّی یحشر من بطون السباع و حواصل الطیر

''آپ پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں ہوں۔ آپ جس طرح کہ میں جانتا تھا بھلائیاں کرنے والے تھے صلہ رحمی کرنے والے تھے اور اگر مجھے یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ آپ کی بہن حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا یا ہمارے خاندان کی عورتیں غمزدہ ہوں گی تو میں ان کی لاش یوں ہی چھوڑ دیتا تاکہ قیامت کے دن ان کا حشر درندوں کے پیٹوں اور پرندوں کی پوٹوں میں ہوتا''۔

پھر ارشاد فرمایا کہ مبارکباد ہو۔ ابھی جبرائیل علیہ السلام آئے ہیں انہوں نے مجھے بتایا ہے کہ ساتوں آسمانوں میں یہ شہید راہِ حق کے نام سے مشہور ہیں۔

حمزة بن عبدالمطلب اسد اللّٰه و رسوله

''یعنی حمزہ بن عبدالمطلب اللہ کا شیر ہے اور اس کے رسول کا شیر ہے''۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارادہ:

مندرجہ بالا فرمان عالیشان کے بعد فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے مشرکین پر غلبہ دیا تو میں ان میں سے ستر مقتولوں کا اس سے بھی بدتر مُثلہ کروں گا۔

فوراً جبرائیل امین اللہ تعالیٰ کیطرف سے یہ پیغام لے کر نازل ہوئے۔

و ان عاقبتم فعاقبوا بمثل ما عوقبتم به ولئن صبرتم لهو خیر للصّابرین۔

''اور اگر تم انہیں سزا دینا چاہتے ہو تو انہیں سزا دو لیکن اس قدر جتنی تمہیں تکلیف پہنچائی گئی ہے اگر تم ان کی ستم رانیوں پر صبر کرو تو یہ صبر ہی بہتر ہے صبر

کرنے والوں کیلئے"۔

چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صبر کو اختیار فرمایا اور کسی لاش کو مثلہ کرنے سے اپنے سارے امتیوں کو روک دیا۔

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا حوصلہ:

حضرت صفیہ آپ کی سگی بہن تھیں جب انہیں آپ کی شہادت کی خبر ملی تو بھائی کی نعش دیکھنے کیلئے میدان جنگ میں پہنچیں۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دور سے آتے دیکھا تو پہچان لیا۔

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زبیر بن العوام کو حکم دیا کہ اٹھو اور اپنی ماں کو آگے آنے سے منع کر دو۔ ایسا نہ ہو کہ اپنے بھائی کی کٹی پھٹی نعش دیکھ کر وہ اپنا دماغی توازن کھو بیٹھیں۔ زبیر اس تعمیل ارشاد کیلئے دوڑتے ہوئے گئے۔ وہاں پہنچنے سے پہلے اپنی والدہ کو جالیا۔ اور انہیں آگے جانے سے روکنا چاہا تو ماں نے بیٹے کے سینے پر گھونسہ دے مارا اور گرج کر کہا کہ ہٹ جاؤ میرے سامنے سے انہوں نے ادب سے گزارش کی۔ امی جان! حضور نے آپ کو حکم دیا ہے کہ آپ واپس چلی جائیں۔ وہ بولیں مجھے علم ہے کہ میرے بھائی کا مثلہ کیا گیا ہے لیکن یہ سب کچھ راہ خدا میں ہوا ہے لا صبرن و احتسبن انشاء اللہ! میں اس مصیبت پر صبر کروں گی اور ثواب کی امید رکھوں گی۔ انشاءاللہ۔

حضرت زبیر نے حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر ان کا جواب پیش کیا۔ حضور نے فرمایا:

"انہیں کچھ نہ کہو۔ انہیں جانے دو"۔

صبر و استقامت کی پیکر یہ خاتون آئیں ان کی پارہ پارہ شدہ نعش کو دیکھا انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھا اور ان کیلئے مغفرت کی دعائیں مانگیں۔

حضرت صفیہ کا یہ بے مثل صبر دیکھ کر حضور کو یہ اندیشہ ہوا کہ کہیں ان کے دماغ پر اثر نہ پڑ جائے۔ اس لئے اپنا دست مبارک ان کے سینے پر رکھا چنانچہ آنسو ٹپکنے لگے اور غم کا بوجھ ہلکا ہو گیا۔

سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کا کفن:

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا اپنے صاحبزادے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو کفن کیلئے دو چادریں دے گئیں کہ ان سے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو کفن دیا جائے۔ ایک میں آپ کو کفن دیا گیا۔ جبکہ دوسری چادر میں ایک انصاری کو کفن دیا گیا جس کی مثلہ شدہ لاش حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے پہلو میں پڑی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو گوارا نہ ہوا کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو تو دو چادروں میں کفن دیا جائے اور ایک دوسرا شہید راہِ حق بے گوروکفن پڑا رہے۔ اس لئے آپ نے دونوں شہیدان ملت میں ایک ایک چادر تقسیم کر دی۔ اس غزوہ میں 70 صحابہ کرام شہید ہوئے جن میں سے اکثر انصار تھے۔ بے سروسامانی کا یہ عالم تھا کہ کفن کی چادر بھی پوری نہ تھی۔

چنانچہ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ اور سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کا کفن بھی کچھ اس طرح کا تھا کہ اگر سر ڈھانپا جاتا تو پاؤں ننگے ہو جاتے اور اگر پاؤں ڈھانپے جاتے تو سر برہنہ ہو جاتا۔

حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”چادر سے چہرہ چھپاؤ اور پاؤں پر اذخر گھاس ڈال دو“۔

اس عبرت انگیز طریقے سے سید الشہداء کا جنازہ تیار ہوا۔

شہداء احد کی تدفین:

شہداء کی نماز جنازہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود پڑھائی۔ سب سے پہلے حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ، پر نماز پڑھی۔ اس کے بعد ایک ایک کر کے شہداء احد کے جنازے ان کے پہلو میں رکھے گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے علیحدہ علیحدہ ان میں سے ہر ایک کی نماز پڑھائی۔ اس طرح حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ پر تقریباً 70 نمازیں پڑھی گئیں۔

شہداء کرام کے جسموں پر جو اسلحہ اور زرہیں وغیرہ تھیں وہ اتار لی گئیں پھر خون آلود جسم اور خون میں تر بتر کپڑوں میں یونہی دفن کر دیئے گئے بعض قبروں میں دو دو تین تین شہداء کو ایک ساتھ دفن کیا گیا جس شہید کو قرآن کی زیادہ سورتیں یاد تھیں اس کو سب سے آگے رکھا جاتا اور دوسروں کو ترتیب وار۔ بسا اوقات ایک کفن میں دو شہیدوں کو کفنایا گیا۔

بعض شہداء کے وارثوں نے ان کی میتوں کو مدنیہ طیبہ میں لا کر دفن کرنا چاہا لیکن رسول اکرم ﷺ نے حکم دیا کہ انہیں وہاں دفن کیا جائے جہاں انہوں نے جام شہادت نوش کیا ہے۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی کی حالت:

منقول ہے کہ جب مصیبت زدہ لوگ حضور سرورکائنات ﷺ کے استقبال کیلئے حاضر ہوئے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا جو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی تھیں راستے میں آئیں۔ انہوں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کا لشکر جوق در جوق آ رہا ہے۔ اس نے ہر چند تلاش کیا لیکن اپنے والد جناب حمزہ رضی اللہ عنہ کو لشکر میں نہ پایا۔ انہوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے پوچھا۔ میرے والد کہاں ہیں لشکر میں نظر نہیں آئے۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا دل جل اٹھا اور آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے اور فرمایا کہ حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ آ رہے ہیں وہ آگے بڑھیں اور آقائے نامدار ﷺ کی سواری کی لگام پکڑ لی اور عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ میرے والد کہاں ہیں۔

آقائے نامدار ﷺ نے فرمایا کہ تمہارا باپ میں ہوں۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ! اس بات سے بوئے خون آتی ہے اور یہ کہتے ہی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور اسے دیکھ کر حضور ﷺ کی چشمان مبارک سے بھی اشک رواں ہو گئے اس کے بعد حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ میرے والد کی شہادت کی کیفیت بیان فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بیٹی! اگر میں وہ کیفیت و حالات بیان کروں تو تمہارے دل کو اس کے برداشت کرنے کی طاقت نہیں ہوگی۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی بھانجی کا صبر و استقامت:

لشکر اسلام کی سب سے پہلے راستے میں ایک مسلم خاتون سے ملاقات ہوتی ہے۔ ان کا نام حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہا ہے۔ مرشدِ کامل ﷺ انہیں فرماتے ہیں:

یا حمنة! احتسبی۔

"اے حمنہ! اپنی مصیبت کا اجر اپنے رب سے طلب کرو"۔

وہ پریشان ہو کر پوچھتی ہیں۔

من یا رسول اللّٰہِ

کس کی موت پر صبر کا اجر اپنے رب سے طلب کروں؟ ارشاد فرمایا:

خالك حمزة بن عبد المطلب۔

''تیرے ماموں حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ شہید ہو چکے ہیں''۔

یہ اندوہناک خبر سن کر اس خاتون نے پڑھا۔

انا للّٰہ و انا الیہ راجعون غفر اللّٰہ لہ وھنیألہ الشّھادۃ

''اللہ تعالیٰ انہیں بخشے اور یہ شہادت انہیں خوشگوار ہو''۔

حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کا حزن وملال:

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو اس واقعہ پر شدید رنج وغم نے آلیا تھا۔ چنانچہ جب آپ مدینہ طیبہ واپس تشریف لائے تو بنو عبدالاشہل کی بستی سے گزرے۔ اس قبیلہ کے بہت سے بہادر شہید ہوئے تھے۔ لوگ اپنے اپنے شہیدوں پر رو رہے تھے۔ یہ منظر دیکھا تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی چشمان مبارک سے بھی آنسو جاری ہو گئے۔ پھر اپنے چچا جان کی یاد نے جوش مارا۔ جب دیکھا کہ سب عورتیں اپنے اپنے عزیز واقارب پر رو رہی ہیں تو ارشاد فرمایا:

لکن حمزة لا بوا کی لہ

''لیکن میرے چچا حمزہ رضی اللہ عنہ پر کوئی دو آنسو بہانے والا بھی نہیں''۔

اس قبیلہ کی مستورات کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کا علم ہوا تو سلام کرنے کیلئے باہر نکل آئیں اور جب رحمت عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم کو بخیر وعافیت پایا تو بے ساختہ سارے رنج والم بھول گئیں اور ام عامر اشہلیہ پکار اٹھیں۔

کلّ مصیبة بعدك جلل۔

''حضور سلامت ہیں تو پھر ہر مصیبت ہیچ ہے''۔

بعد ازاں حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اپنے حجرہ مبارک میں تشریف لے گئے۔ نماز مغرب کیلئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سعد بن معاذ کے کندھوں پر ٹیک لگائے ہوئے تشریف لائے۔ نماز کے بعد حجرہ شریف میں واپسی ہوئی۔ پھر حضرت سعد بن معاذ اپنے قبیلہ میں

گئے اور قبیلہ کی ساری عورتوں کو ہمراہ لے آئے تا کہ حضور سے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی دلگداز شہادت پر اظہار تعزیت کریں۔ مغرب سے عشاء تک یہ مستورات روتی رہیں۔ نماز عشاء تک حضور نے آرام فرمایا۔ طبیعت میں کافی افاقہ محسوس ہونے لگا بغیر سہارے کے چل کر حضور نماز عشاء کیلئے تشریف لائے اور انصار کی عورتوں کو دعاؤں کے ساتھ رخصت فرمایا۔

ایک روایت میں ان کیلئے یہ دعا مرقوم ہے۔

رضی اللہ عنکنّ و عن اولاد کنّ۔

''اللہ تم پر بھی راضی ہو اور تمہاری اولاد پر بھی راضی ہو''۔

پھر حضور نے ان کے مردوں کو فرمایا:

مروھنّ فلیر جعن ولا یبکین علیٰ ھالک بعد الیوم۔

''انہیں حکم دو کہ اپنے گھروں کو واپس چلی جائیں اور آج کے بعد کسی مرنے والے پر نہ روئیں''۔

بیان کیا جاتا ہے کہ اس وقت سے مدینہ منورہ کی عورتوں کا یہی دستور ہو گیا تھا کہ جب وہ کسی پر روتی تھیں تو پہلے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ پر دو آنسو بہا لیتی تھی۔

توجہ طلب امر:

اللہ اور اس کے رسول کے شیر سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت یوم احد کے اہم ترین اور الم انگیز واقعات میں سے ایک ہے۔ سوال یہ ہے کہ آپ کی شہادت جنگ کے کس مرحلہ میں ہوئی۔ اس کے متعلق امام حسین بن محمد بن حسن الدیار بکری نے اپنی تصنیف ''تاریخ الخمیس'' میں لکھا ہے کہ جب حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ لشکر کفار کے ایک علمبردار ارطاۃ بن عبد شرحبیل کو تہ تیغ کر چکے تو ان کا سامنا ایک اور مشرک سباع بن عبد العزی الغبشانی سے ہوا آپ نے اسے للکارا اور فرمایا:

ھلمّ الیّ یا ابن مقطعۃ البظور۔

''اے لڑکیوں کا ختنہ کرنے والی کے بیٹے! آ اور حمزہ کا مقابلہ کر''۔

جب سباع سامنے آیا تو آپ نے ایک ہی وار میں اس کا کام تمام کر دیا۔ وحشی اس

وقت آپ کی تاڑ میں تھا۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ مست اونٹ کی طرح جس طرف بڑھتے جو سامنے آتا اس کو لتاڑتے ہوئے آگے نکل جاتے۔ اس وقت کہ جب آپ کفار کو ہمہ تن تہ تیغ کرنے میں مصروف تھے۔ پیچھے سے وحشی نے حملہ کر کے آپ کو شہید کر دیا۔

علامہ صاحب کی تحقیق سے یہ بات واضح ہو گئی کہ آپ کی شہادت جنگ کے ابتدائی مرحلہ میں ہوئی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قاتل امیر حمزہ رضی اللہ عنہ سے ملاقات:

وحشی کہتے ہیں جنگ سے واپس آ کر میں مکہ مکرمہ میں اقامت پذیر رہا۔ جب اس سر زمین پر اسلام پھیلا اور مکہ فتح ہو گیا۔ تو میں طائف چلا گیا۔ لیکن جب اہل طائف کا وفد اسلام قبول کرنے کیلئے جانے لگا تو مجھ پر دنیا تاریک ہو گئی اور میں اپنی زندگی سے مایوس ہو گیا۔ پھر مجھے خیال آیا کہ کیوں نہ یمن یا شام چلا جاؤں اور زندگی کے بقیہ ایام آرام سے گزاروں۔ میں اسی ادھیڑ بن میں تھا کہ ایک شخص نے مجھے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی ایسے شخص کو ہرگز قتل نہیں کرتے جو دین اسلام قبول کر لے۔

بعض کتب میں یہ لکھا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قاصدوں کو تکلیف نہیں پہنچایا کرتے تو میں دوسرے لوگوں کے ساتھ چل دیا اور رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔

اس شخص کی یہ بات سن کر کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایسے آدمی کو قتل نہیں کرتے جو دین اسلام قبول کر لے میں نے یہی فیصلہ کیا کہ مدینہ طیبہ جا کر اپنے آپ کو حضور کی خدمت میں پیش کر دوں۔ اس داعی حق صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بہادر از حد عزیز چچا کے قاتل کو اپنے قابو میں پانے کے بعد فرط غضب سے اس کے پرخچے اڑانے کا حکم نہیں دیا بلکہ حضور پرنور کی زبان اقدس سے وہی بات نکلی جو ہادئ برحق کی شان رفیع کے شایان تھی۔ فرمایا: "دَعُوْهُ" اسے رہنے دو۔ اسے کچھ نہ کہو۔ ایک آدمی کا مشرف باسلام ہونا مجھے اس بات سے بہت زیادہ عزیز ہے کہ میں ہزار کفار کو تہ تیغ کروں۔

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مجھے اپنے بالکل قریب کھڑے ہوئے کلمۂ شہادت پڑھتے دیکھا تو حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت حیرت ہوئی فرمایا کیا تم وحشی ہو؟ میں نے عرض

جی! ہاں! یا رسول اللہ ﷺ۔ فرمایا: بیٹھ جاؤ اور مجھے سناؤ کہ تم نے کیسے حمزہ رضی اللہ عنہ کو قتل کیا۔ میں نے بالتفصیل سارا واقعہ سنایا۔ بعض کتب میں یہ لکھا ہے کہ میں نے عرض کی کہ یہ ایسی بات ہے جو پوری طرح آپ کے علم میں ہے۔

یہ سن کر حضور ﷺ نے فرمایا:

ویحك! غیّب وجهك عنّي فلا أراك

''تیری خیر ہو! اپنے چہرے کو مجھ سے چھپائے رکھنا مجھے نظر نہ آنا''۔

پھر میں باہر نکل آیا۔ (پھر ساری عمر حضور ﷺ کے سامنے نہ گیا)

حضرت وحشی رضی اللہ عنہ کا کارنامہ:

جب رسول نبی رحمت ﷺ کا وصال ہوا۔ اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مسند خلافت پر فائز ہوئے۔ آپ کے دور میں فتنۂ انکارِ ختم نبوت کی آگ سارے جزیرۂ عرب میں بھڑک اٹھی۔ مسیلمہ کذاب نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں ایک لشکر اس کی بیخ کنی کیلئے بھیجا۔ تو میں نے اپنے دل میں سوچا کہ میں بھی مسلمانوں کے ساتھ اس سے لڑنے کیلئے نکلوں گا شاید اسے قتل کر سکوں اور یہ حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے قتل کا کفارہ ہو جائے۔ تو میں بھی لوگوں کے ساتھ نکلا اور میرے پاس وہی حربہ تھا جس سے میں نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا۔ جنگ میں گھمسان کا رن پڑا اور ہوتا رہا جو کچھ ہوا۔ پھر میں نے ایک آدمی دیکھا جو کہ دیوار کی آڑ میں کھڑا تھا اس کا رنگ اونٹ کی مانند تھا اور اس نے سر جھکایا ہوا تھا۔ میں جانتے ہوئے کہ یہ مسیلمہ ہے اپنا حربہ سنبھالا اور پھینک کر اس کی چھاتی کے بیچ مارا تو وہ اس کے کندھوں سے پار نکل گیا۔ اتنے میں ایک انصاری بھائی بھی اس پر ٹوٹ پڑا اور اس نے اس کی کھوپڑی پر تلوار سے ضرب لگائی۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک لونڈی نے مکان کی چھت پر کھڑے ہو کر کہا۔ اے امیر المؤمنین! مبارک ہو مسیلمہ کو ایک کالے غلام نے قتل کر دیا۔

بعض کتب میں اس طرح یہ واقعہ بیان ہوا ہے کہ

حضرت وحشی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ مسیلمہ ہاتھ میں تلوار لئے اپنی فوج کی رہنمائی کر رہا ہے۔ میں نے دل میں ٹھان لی کہ اسے اپنے حربہ کا نشانہ بناؤں گا۔ میں اس پر حملہ کرنے کی تیاری کرنے لگا۔ میں اپنا حربہ ہاتھ میں لے کر تول رہا تھا اور شست باندھ رہا تھا کہ میں نے ایک انصاری کو دیکھا کہ وہ بھی اس پر تاڑ لگائے ہوئے ہے اور اسے اپنی تلوار کا نشانہ بنانا چاہتا ہے۔ جب مجھے تسلی ہوگئی تو میں نے اپنا حربہ کھینچ مارا۔ اس لمحے میرے بھائی انصاری نے بھی اپنی تلوار کا وار اس پر کیا وہ اب خاک وخون میں تڑپ رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ کس کے وار نے اسے جہنم رسید کیا۔

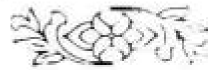
حضرت وحشی رضی اللہ عنہ کہا کرتے کہ

اگر میں نے رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے بہتر آدمی کو شہید کیا ہے تو میں نے سب سے شریر آدمی کو جہنم واصل کرنے کا شرف بھی حاصل کیا ہے۔

اس طرح اللہ تعالیٰ نے اس کی ذات سے اسلام کو جس قدر نقصان پہنچا تھا اس سے زیادہ فائدہ پہنچایا۔ آپ رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ میں نے جاہلیت میں خیر الناس کو قتل کیا اور اسلام میں شر الناس کو۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فرمان:

ابن ہشام کہتے ہیں کہ مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ حضرت وحشی رضی اللہ عنہ پر شراب کی حدیں اس قدر جاری ہوئیں کہ آخر کار دیوان سے بھی ان کا نام خارج کر دیا گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا قاتل حمزہ رضی اللہ عنہ پر یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عذاب ہے وہ نہیں چاہتا کہ یہ چین سے بیٹھے۔



چھٹی فصل:

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے اخلاق

حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ، کے اخلاق سپاہیانہ، خصائل نہایت نمایاں ہیں۔ شجاعت، جانبازی اور بہادری، سیر و سیاحت آپ رضی اللہ عنہ، کے مخصوص اوصاف تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا مزاج قدرتاً تیز و تند تھا۔

آپ رضی اللہ عنہ کے محاسن وتعریف میں حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مبارک ہی کافی ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی لاش مبارک کو مخاطب کر کے فرمایا تھا۔

رحمة الله عليك فانّك كنت كما علمتك فعولا للخيرات و صولا للرّحم۔

''آپ پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو۔ جیسا کہ مجھے معلوم ہے اور میں جانتا ہوں کہ آپ بہت زیادہ نیکیاں سرانجام دیا کرتے تھے اور صلہ رحمی کرنے والے تھے''۔



ساتویں فصل:

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی ازواج واولاد

حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نے متعدد شادیاں کیں اور ہر زوجہ کے بطن سے اولاد ہوئی۔

ایک بیوی کا نام بنت لمتہ یا الملہ بن مالک تھا۔ ان سے یعلیٰ اور عامر دولڑکے پیدا ہوئے۔

دوسری بیوی کا نام خولہ بنت قیس تھا ان سے عمارہ پیدا ہوئے۔ انہی دونوں بیٹوں کی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہ کو ابو یعلیٰ اور ابو عمارہ بھی پکارا جاتا ہے۔ عمارہ اور عامر دونوں لاولد فوت ہو گئے۔

ایک بیوی کا نام سلمیٰ بنت عمیس تھا۔ ان سے ایک لڑکی اُمامہ رضی اللہ عنہا پیدا ہوئیں یعلیٰ سے چند اولادیں ہوئیں لیکن وہ سب بچپن میں ہی فوت ہو گئیں۔ جبکہ امامہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ربیب حضرت عمر بن ابی سلمہ مخزومی رضی اللہ عنہ سے بیاہی گئیں۔ لیکن ان سے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔

اس طرح حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا سلسلہ نسل نہ بیٹوں سے اور نہ ہی بیٹی سے چلا۔ بعض بلوچ قبائل اپنے آپ کو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی اولاد بتاتے ہیں لیکن ان کا دعویٰ قوی ثبوت کا محتاج ہے۔

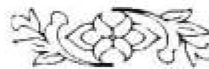
حضرت امامہ رضی اللہ عنہا کی پرورش:

ذیقعد ۷ھ میں رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم عمرہ کیلئے مکہ معظمہ تشریف لے گئے۔ صلحنامۂ حدیبیہ کی شرط کے مطابق تین دن قیام کے بعد آپ مکہ سے چلنے لگے تو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی کمسن یتیم بچی امامہ رضی اللہ عنہا یا عم! یا عم! اے چچا جان کہتی ہوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دوڑیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ، نے ان کو گود میں اٹھالیا اور اپنے ساتھ لے جا کر حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے سپرد کر دیا کہ یہ آپ کی بنت عم ہے میں اس کو اٹھا لایا ہوں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بھائی حضرت جعفر رضی اللہ عنہ اور حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے حضرت امامہ رضی اللہ عنہا کو اپنی آغوش تربیت میں لینے کیلئے حضور کی خدمت میں الگ الگ دعویٰ پیش کیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ امامہ رضی اللہ عنہا میرے چچا کی لڑکی ہیں اس لئے میں حقدار ہوں۔ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ یہ کہہ کر اپنا استحقاق ظاہر کرتے تھے کہ وہ میرے چچا کی لڑکی ہیں اور میری زوجہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کی بھانجی ہے۔ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں وہ میرے دینی بھائی کی لڑکی ہے۔ اس لئے میں حقدار ہوں۔

سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس منازعت کا فیصلہ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے حق میں صادر فرمایا کیونکہ ان کی زوجہ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا حضرت امامہ رضی اللہ عنہا کی حقیقی خالہ تھی اور خالہ بمنزلہ ماں کے ہوتی ہے۔

فائدہ: یہ ناز اور محبت ایک کمسن اور یتیم بچی کو پالنے کے حق پر ہو رہی تھی حالانکہ اسلام سے پہلے یہی معصوم بچیاں زندہ زمین میں گاڑ دی جاتی تھیں اور یہ اعجاز تھا فقط حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر اعجاز کا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کا۔ آج لوگ یتیموں کے سر پر ہاتھ رکھنے اور ان کی پرورش کرنے کی بجائے ان کا مال لوٹنے کھسوٹنے کے چکر میں رہتے ہیں۔ اور اگر وہ غریب ہوں تو انہیں دھتکار دیا جاتا ہے اور معاشرے کی ٹھوکریں کھانے کیلئے چھوڑ دیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ عقل وفہم عطا فرمائے اور یتیموں کا حق سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!



آٹھویں فصل:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر صحابہ کرام شہداء احد کی قبور پر

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شہداء احد کی قبور پر:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم شہداء احد کی قبروں کی زیارت کیلئے تشریف لے جاتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا بھی یہی عمل رہا۔ ایک مرتبہ فرمایا: یا اللہ تیرا رسول گواہ ہے کہ اس جماعت نے تیری رضا کی طلب میں جان دی ہے۔ پھر یہ بھی ارشاد فرمایا کہ قیامت تک جو مسلمان بھی ان شہیدوں کی قبروں پر زیارت کیلئے آئے گا اور ان کو سلام کرے گا تو یہ شہداء کرام اس کے سلام کا جواب دیں گے۔ (مدارج النبوت)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم مزارات شہداء پر کیا فرماتے:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شہداء احد کی زیارت کو جاتے تو فرماتے السلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے بھی یہی طریقہ جاری رکھا۔ (مدارج النبوت)

عبادہ بن ابی صالح فرماتے ہیں:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم شہداء احد کی قبروں پر سالانہ تشریف لے جاتے اور فرماتے تم پر سلام ہو تم نے صبر کیا آخرت کا گھر اچھا ہے۔ (خلاصہ)

واقدی نے بیان کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال زیارت کیلئے تشریف لے جاتے تھے جب وادی احد کے قریب جاتے تو فرماتے:

سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار۔

پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی ہر سال زیارت کرتے نیز حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا بھی زیارت کیلئے جاتیں اور ان کیلئے دعا کرتیں۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ سلام کہہ کر اپنے رفقاء کو مخاطب کر کے کہتے تم ان شہداء کو سلام کیوں نہیں کہتے جو سلام کا جواب دیتے ہیں۔ پھر واقدی نے حضرت ابو سعید، حضرت ابو ہریرہ، حضرت عبداللہ بن عمر اور ام سلمہ رضی اللہ عنہم سے بھی ان کی زیارت کرنے کا ذکر کیا ہے۔ (ابن ہشام)

سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا مزار سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ پر:

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر پر جمعہ کو آتیں وہاں آنسو بہاتیں اور نماز پڑھتیں۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا یہ معمول آپ کے وصال تک رہا۔ (خلاصہ)

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ مزار شریف پر:

1- سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک روز میں صحرائے احد میں سے گزرا تو میں نے کہا:

السلام علیکم یا عم رسول اللہ

تو میں نے آواز سنی: علیك السلام و رحمه الله و بر کاته

2- عطاف کہتے ہیں ان کی خالہ نے بتایا وہ شہداء احد کی زیارت کو گئیں اور شہداء کو سلام کیا اور ان سے جواب سنا اور یہ بھی سنا اللہ کی قسم ہم تمہیں ایسے ہی پہچانتے ہیں جیسے ایک دوسرے کو پہچانا جاتا ہے۔ (خلاصہ)

3- عمر بن علی فرماتے ہیں کہ میرے والد گرامی مجھے جمعہ کے روز احد کی زیارت کیلئے لے گئے وہاں پہنچے تو میرے والد گرامی نے بلند آواز سے کہا:

سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار-

تو جواب ملا:

و علیکم السلام یا ابا عبد اللہ

''اے ابو عبد اللہ تم پر سلام ہو''۔

میرے والد نے مجھے کہا و علیک السلام تو نے کہا میں نے عرض کی جی نہیں پھر مجھے اپنے

دائیں جانب کھڑا کیا، پھر کہا:

السلام علیکم۔

پھر جواب ملا:

وعلیکم السلام۔

اس پر میرے والد گرامی فوراً سجدے میں گر گئے اور اس انعام پر سجدہ شکر ادا کیا۔

(خلاصۃ الوفا)

قبریں کھلیں تو جسم تروتازہ تھے:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نہر کھدوا رہے تھے وہ نہر شہداء احد کے مزارات کے قریب سے گزری دوران کھدائی ایک کدال حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے پاؤں کو جا لگا اس سے خون جاری ہو گیا۔ (مدارج النبوت)

مزید تفصیل درکار ہو تو مدارج النبوۃ اور سیرۃ ابن ہشام کا مطالعہ فرمائیں۔

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر کی مرمت فرمائی:

حضرت ابو جعفر روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر شریف کی مرمت اور درستگی بھی فرمایا کرتیں۔ (خلاصہ)

آپ کے مزار شریف کی خاک:

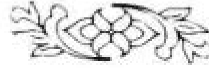
حرم کی مٹی لے جانے کی کراہت سے امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی مزار کی مٹی کو مستثنیٰ سمجھا جائے۔

یاد رہے کہ یہ مٹی مبارک آپ کی شہادت گاہ کے ہالے سے اٹھائی جاتی ہے جو تمام علماء ومشائخ وغیرہم سر درد کے علاج لئے اٹھاتے تھے۔ (خلاصۃ الوفا)

آہ افسوس:

آپ نے گزشتہ صفحات میں پڑھا کہ شہداء احد، مزار سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہم پر خود خواجہ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم، سیدنا ابوبکر صدیق، سیدنا عمر فاروق، سیدنا عثمان غنی، حضرت سعد، حضرت

امیر معاویہ، حضرت ابوسعید، حضرت ابوہریرہ، حضرت ام سلمہ، سیدہ فاطمۃ الزہرا (رضی اللہ عنہم) مزارات شہداء احد کی زیارت کو تشریف لے جاتے۔ ان نفوس قدسیہ کے بعد سے آج تک ہزارہا تابعین تبع تابعین، بزرگان دین، اولیاء، علماء صلحاء عامۃ المسلمین زیارت کرتے رہے اور سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا جب سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر پر تشریف لاتیں تو نوافل بھی ادا فرماتیں اور قبر شریف کی مرمت بھی فرماتیں۔ (خلاصۃ الوفا للسمہودی)



نوویں فصل:

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے متعلق مرویات

1- حضرت حارث تیمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''غزوۂ بدر کے دن حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ، نے شترمرغ کے پَر کی نشانی لگا رکھی تھی۔ ایک مشرک نے پوچھا کہ یہ شترمرغ کے پَر کی نشانی والا کون آدمی ہے؟ لوگوں نے اسے بتایا کہ یہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ تو اس مشرک نے کہا۔ یہی تو وہ آدمی ہے جنہوں نے ہمارے خلاف بڑے بڑے کارنامے کئے ہیں''۔ (اخرجہ الطبرانی)

2- حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

امیہ بن خلف نے مجھ سے کہا۔ اے اللہ کے بندے! غزوۂ بدر کے دن جس آدمی نے اپنے سینے پر شترمرغ کے پَر کا نشان لگا رکھا تھا وہ کون ہے؟ میں نے کہا کہ وہ رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ تھے۔ امیہ نے کہا۔ انہوں نے ہی تو ہمارے خلاف بڑے بڑے کارنامے کر رکھے ہیں۔

3- علامہ ابن سعد کا بیان ہے:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہندہ کی مذموم حرکت کا علم ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ کیا اس نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے جگر میں سے کچھ کھایا بھی ہے۔ لوگوں نے عرض کیا۔ نہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''الٰہی! حمزہ رضی اللہ عنہ کے کسی حصہ کو جہنم میں داخل نہ ہونے دینا''۔

4- حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ''اصابہ'' میں لکھا ہے:

سینتیس سال بعد ۴۷ھ میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حکم سے احد کی طرف سے نہر نکالی گئی تو کھدائی کے دوران میں کئی شہداء کی لاشیں بالکل تروتازہ حالت میں ملیں۔ اسی سلسلہ میں اتفاق سے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے پاؤں پر بیلچہ لگ گیا تو ان کے پاؤں سے خون کی

چھینٹیں اس طرح اڑیں جیسے زندہ آدمی کو زخم لگنے سے خون نکلتا ہے۔

5- مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے مثنوی میں لکھا ہے:

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ جوانی میں ہمیشہ زرہ پہن کر لڑا کرتے تھے اسلام قبول کیا تو زرہ پہننا بالکل ترک کر دیا۔ اور لڑائیوں میں اس طرح شریک ہوتے کہ سینہ سامنے سے کھلا ہوتا اور دونوں ہاتھوں سے تلوار چلا رہے ہوتے۔ لوگوں نے پوچھا۔ اے عم رسول! اے صف شکن مجاہد! اے جوانمردوں کے سردار! کیا آپ نے اللہ کا حکم نہیں سنا کہ جان بوجھ کر ہلاکت میں نہ پڑو۔ پھر آپ احتیاط سے کام کیوں نہیں لیتے۔ جب جوان تھے اور مضبوط تھے اس زمانے میں آپ کبھی زرہ کے بغیر نہیں لڑا کرتے تھے۔ اب جبکہ آپ بوڑھے ہو گئے ہیں تو آپ اپنی جان کی حفاظت اور احتیاط کے تقاضوں سے کیوں بے پرواہ ہو گئے ہیں۔ بھلا تلوار کس کا لحاظ کرتی ہے اور تیر کس کی رعایت کرتا ہے۔ ہم کو تو یہ پسند نہیں کہ آپ جیسا شیر اپنی بے احتیاطی کی بدولت دشمن کے ہاتھوں قتل ہو جائے۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے ان کی باتیں سن کر فرمایا کہ جب میں جوان تھا تو سمجھتا تھا کہ موت انسان کو اس دنیا کے عیش و آرام سے محروم کر دیتی ہے۔ اس لئے کیوں خواہ مخواہ موت کی جانب رغبت کروں اور اژدہے کے منہ میں جاؤں۔ یہی وجہ تھی کہ میں اپنی جان کی حفاظت کیلئے زرہ پہنا کرتا تھا۔

لیکن اسلام قبول کرنے کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضان سے میرے خیالات بدل گئے ہیں۔ اب مجھ کو اس دنیائے فانی سے مطلقاً کوئی لگاؤ نہیں رہا اور موت مجھے جنت کی کنجی معلوم ہوتی ہے۔ زرہ تو وہ پہنے جس کیلئے موت کوئی دہشتناک چیز ہو۔ جس کو تم موت کہتے ہو وہ میرے لئے ابدی زندگی ہے۔

6- صحیحین کی ایک روایت میں ہے:

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ شراب کی حرمت نازل ہونے سے پہلے اس کے عادی تھے ایک مرتبہ انصار کی ایک محفل ناؤ نوش میں شریک تھے جس میں ایک خوش الحان مغنیہ گا رہی تھی۔ قریب ہی ایک حجرہ کے صحن میں دو فربہ اونٹنیاں بندھی ہوئی تھیں۔ اس مغنیہ نے اونٹنیوں کی

طرف اشارہ کرتے ہوئے یہ اشعار پڑھے۔

ألا یا حمزة للشرف النّواء
وهنّ معقّلات بالفناء

ضع السکّین فی اللبّاتِ منها
وخرّجهنّ حمزة بالدّماء

و عجّل من اطائبها لشرب
قدیرا من طبیخ او شواء

''یعنی آگاہ ہو جاؤ اے حمزہ! فربہ اونٹنیوں کیلئے۔ اور وہ اونٹنیاں صحن میں بندھی ہوئی ہیں ان اونٹنیوں کی **کلیجیوں** کو ان کے خون کے ساتھ نکال لو اور جلدی کر وان کے جو ہر پینے کیلئے خواہ ہانڈی کے اندر پکا کر یا بھون کر''۔

یہ سن کر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نشہ کی حالت میں بے اختیار کود ے اور اونٹنیوں کی کوہانیں کاٹ ڈالیں اور پہلو چیر کر **کلیجیاں** نکال لائے۔

یہ اونٹنیاں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تھیں انہیں اپنی اونٹنیوں کے اس طرح مارے جانے پر سخت صدمہ ہوا۔ آبدیدہ ہو کر بارگاہ رسالت میں شکایت کی۔ حضور حضرت زید بن حارث رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر اسی وقت اس محفل طرب میں تشریف لے گئے اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو اس حرکت بے جا پر ملامت فرمانے لگے۔ وہ اس وقت ہوش میں نہیں تھے گھور کر حضور کو دیکھا اور کہا:

تم سب ہمارے باپ کے غلام ہو۔

حضور کو معلوم ہو گیا کہ اس وقت وہ آپے میں نہیں ہیں چنانچہ آپ واپس تشریف لے آئے۔

یہ ایک افسوسناک واقعہ تھا جس پر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو یقیناً تاسف ہوا ہو گا اور انہوں نے اس کی تلافی بھی کی ہو گی کیونکہ وہ فطرتاً نہایت نیک طبع تھے۔

7- امام حاکم نے مستدرک میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔ رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

''میں گزشتہ رات جنت میں داخل ہوا تو دیکھا کہ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ، ملائکہ کے ساتھ اڑ رہے ہیں اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ ایک تخت کے اوپر تکیہ لگائے بیٹھے ہیں''۔

8- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں۔ فرماتے ہیں۔ میں نے رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ

''ہم عبدالمطلب کی اولاد جنت کے سردار ہیں یعنی میں (صلی اللہ علیہ وسلم)، حمزہ رضی اللہ عنہ جعفر رضی اللہ عنہ، حسن اور حسین رضی اللہ عنہما۔

9- ابن جریر نے ''تہذیب الآثار'' میں ابن ابی الدنیا نے کتاب ''من عاش بعد الموت'' میں اور بیہقی نے ''الدلائل'' میں حضرت عطاف بن خالد سے روایت کیا۔ فرماتے ہیں۔ میری خالہ نے مجھے بتایا کہ میں ایک دن شہداء کی قبروں کی زیارت کیلئے گئی اور میں اکثر ان کی زیارت کیلئے جاتی رہتی تھی۔ تو میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک کے قریب نماز ادا کرنے لگی۔ اس وقت وہاں پکارنے والا اور جواب دینے والا نہیں تھا تو جب میں نماز سے فارغ ہوئی تو السلام علیکم کہا تو میں نے سلام کا جواب سنا اور اس بات کا مجھے اتنا یقین ہے جتنا کہ اس بات کا کہ اللہ نے مجھے تخلیق کیا اور جتنا یقین دن اور رات کا ہے تو میرا بال بال کانپ اٹھا۔

10- حضرت فاطمہ خزاعیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ

ایک دن میں اور میری بہن شہداء کی قبروں کی زیارت کیلئے گئیں۔ میں نے اپنی بہن سے کہا کہ آؤ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر پر جا کر سلام کہیں۔ اس نے کہا چلیں تو ہم آپ رضی اللہ عنہ کی قبر پر آ گئیں اور ہم نے کہا۔ اے رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا! السلام علیکم! تو ہم نے اپنے سلام کا جواب سنا یعنی و علیکم السلام ورحمۃ اللّٰہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اس وقت ہمارے قریب کوئی آدمی نہ تھا۔



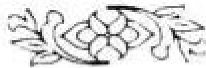
دسویں فصل:

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ سے مروی روایت

ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ نے ''اسد الغابۃ'' میں سید الشہداء حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث بھی روایت کی ہے۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہر دعا میں یہ کلمات ضرور کہا کرو۔

اللھم انی اسئلك باسمك الاعظم و رضوانك الاکبر۔

''اے اللہ رب العزت! میں تجھ سے تیرے اسم اعظم کے وسیلہ سے اور تیری عظیم رضا کے وسیلہ سے سوال کرتا ہوں''۔



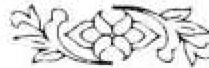
گیارہویں فصل:

زائر حرمین شریفین قاری اصغر علی نورانی کے تأثرات

جگر پاش پاش:

قارئین کرام! سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر شریف پہ بھی ایک خوبصورت مقبرہ تعمیر تھا مگر وہاں نجدی حکومت نے جہاں جنت المعلی مکہ مکرمہ اور جنت البقیع مدینہ شریف میں ساٹھ ہزار صحابہ کرام، امہات المؤمنین اہل بیت اطہار کے مزارات مسمار کر دیئے۔ وہاں سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کا مزار شریف بھی مسمار کر دیا۔

جب عشاق ان مزارات مقدسہ کی یہ حالت دیکھتے ہیں تو جگر پر آرے چلتے ہیں۔ میں نے خود دیکھا کہ زائرین ان مزارات مقدسہ کی اس توہین پر اس قدر گریہ زاری کر رہے تھے کہ پتھر دل انسان بھی انہیں دیکھ کر رونا شروع کر دیتے۔



بارہویں فصل:

شورش کاشمیری کے تأثرات

شورش کاشمیری کے تاثرات:

شورش کاشمیری کے نام سے کون واقف نہیں۔ یہ جب ان مزارات مقدسہ پر حاضر ہوئے تو مزارات کی یہ حالت دیکھ کر خوب آنسو بہائے اور ایک کتاب شب جائے کہ من بودم میں اپنے جذبات کا ان الفاظ میں اظہار کیا ہے کہ انہیں ذرہ برابر احساس نہیں کہ اس مٹی میں کون سور ہے ہیں۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے لخت پارے ہیں ان کی نور نظر اور اس نور نظر کے چشم و چراغ ہیں۔ چچا ہیں بچا کے بیٹے ہیں۔ امت کی مائیں ہیں جنت کی شہزادیاں ہیں امام ہیں۔ ذوالنورین ہیں۔ شہداء ہیں اولیاء ہیں، فقہاء ہیں علماء ہیں حکماء ہیں۔ حلیمہ سعدیہ ہیں لیکن عرب ہیں کہ قبریں ڈھائے جارہے ہیں اور محل بنائے جارہے ہیں۔ (شب جائے کہ من بودم)

آنسو ہی آنسو:

سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کے مزار کی حالت دیکھ کر شورش کاشمیری لکھتے ہیں۔ میں نے قبر سے ٹکٹی باندھ رکھی تھی میں کہہ رہا تھا۔ فاطمہ سلام اللہ علیہا تو اب بھی کربلا ہی میں ہے۔ تیرے باپ کا کلمہ پڑھنے والوں نے تجھے اب تک ستایا ہے۔ تیری کہانی زخموں کی کہانی ہے تو نے کعبۃ اللہ میں باپ کے زخم دھوئے کربلا میں تیری اولاد نے زخم کھائے کوفہ میں تیرا شوہر امت کے زخم کھا کر واصل حق ہو گیا تیرے ابا کی امت تیری اولاد کو قبروں میں بھی ستا رہی ہے۔

پورا عرب تیری اولاد کی قتل گاہ ہے۔ تیرے ابا نے کہا تھا۔ فاطمہ میری رحلت کے بعد جو مجھے سب سے پہلے ملے گا وہ تو ہو گی تو ان کے پاس چلی جائے گی۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا گھرانہ اب بھی کربلا میں پڑا ہے جو لشکر سیاہ اور تاج وکلا کی تلواروں سے بچ رہے تھے۔ ان کی قبریں قتل

کر دی گئیں ہیں۔ اپنی قبر کے قتل پر مجھے رونے دے تو اس قبر میں ہے اور میں تیرے سامنے زندہ ہوں۔ مجھے اپنی زندگی فعل عبث محسوس ہو رہی ہے۔ تیرے مرقد کے ذرے تمام کائنات کے مروارید سے افضل ہیں۔ ان میں مہر و ماہ سے بڑھ کر درخشانی ہے۔ لیکن زمانے نے آنکھیں پھیر لی ہیں اور اس کا شیشہ دل حمیت غیرت سے خالی ہو گیا ہے۔ (صفحہ ۱۶۶،۱۲۵)

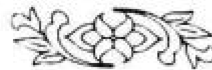
صفحہ ۱۷۲ پر لکھتے ہیں:

کیا عشق کا نام عربوں کی لغت میں شرک ہے؟ یا ان کے ہاں سرے سے یہ لفظ ہی موجود نہیں۔ ان کے دل ابھی تک بنو امیہ میں ہیں، عربی سے واقف ہوتا تو کوہ صفا اور جبل احد پر کھڑے ہو کر پکارتا۔

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم وطنو تم نے جنت البقیع میں ہل پھروا کر ہمارے دل کے شیشے توڑ دیئے ہیں۔

شورش سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے مزار پر:

احد پہاڑ سے ڈھیروں نیچے حضرت امیر حمزہ، عبداللہ بن جحش اور معصب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی قبریں ہیں۔ لیکن آل سعود کی غیر شرعی یلغار نے ہموار کر دی ہیں۔ یہیں ہندہ نے حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کا سینہ چاک کر کے ان کا کلیجہ چبایا اور مثلہ کیا تھا۔ انہی شہداء کے فراق میں مدینہ اشکبار تھا، ہر گھر سے چیخیں نکل رہی تھیں، انہی چیخوں پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا تھا۔ آہ! ''حمزہ کا رونے والا کوئی نہیں''۔ ہندہ نے تو حمزہ رضی اللہ عنہ کا کلیجہ چبایا تھا لیکن انہوں نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر چبا ڈالی۔ (صفحہ ۱۷۵)



تیرہویں فصل:

سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی کرامات

سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی کرامات:

آپ رضی اللہ عنہ کی ایک کرامت امام حاکم نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان فرمائی ہے۔ آپ کی شہادت ہوئی تو آپ حالت جنابت میں تھے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میں نے دیکھا کہ فرشتے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو غسل دے رہے ہیں۔ علامہ ابن سعد نے حضرت حسن سے روایت بیان فرمائی ہے کہ سید کل صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"میں نے دیکھا فرشتے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو غسل دے رہے تھے"۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے حضرت شیخ احمد کی مدد فرمائی:

سید جعفر بن حسن برزنجی نے اپنی کتاب جالیۃ الکبر باصحاب سید العجم والعرب صلی اللہ علیہ وسلم میں تحریر فرمایا (اس کتاب میں ان صحابہ کرام سے استغاثہ ہے جو بدر و احد میں شریک جہاد تھے اور ان کی کرامات وعظمت کا تذکرہ ہے) کہ علامہ حموی نے اپنی کتاب نتائج الارتحال والسفر فی اخبار اہل القرن الحادی عشر میں جامع شریعت وحقیقت شیخ احمد بن محمد دمیاطی المعروف ابن عبد الغنی النباء متوفی مدینہ طیبہ ماہ محرم ۱۱۱۶ھ سے روایت کی ہے۔ حضرت شیخ احمد نے فرمایا: میں نے اپنی والدہ ماجدہ کے ساتھ ایک قحط زدہ سال میں مصر سے خریدے گئے دو اونٹوں پر سوار ہو کر سفر حج اختیار کیا۔ حج سے فارغ ہو کر مدینہ طیبہ میں حضوری چاہتے تھے کہ اونٹ مدینہ پہنچ کر مر گئے۔ ہم خالی جیب ہو چکے تھے، نہ اونٹ خرید سکتے تھے اور نہ ہی کرائے پر سواری لینے کے قابل رہے تھے۔ میں اس تنگ دستی میں حضرت شیخ صفی الدین قشاشی قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور انہیں ساری کیفیت عرض کر دی انہیں یہ بھی بتایا کہ کشائش تک مدینہ طیبہ میں ہی ٹھہر جانا چاہتا ہوں وہ کچھ دیر خاموش رہے پھر فرمانے لگے آپ ابھی سیدنا حمزہ عم مصطفیٰ رضی اللہ عنہ کی قبر انور پر حاضری دیں۔ جتنا ہو سکے قرآن پڑھیں اور

پھر اول سے آخر تک انہیں اپنا حال سنائیں۔ میں نے تعمیل ارشاد کی اور چاشت کے وقت ہی آپ کے مزار اطہر پر حاضری دی اور شیخ گرامی کے حکم کے مطابق قرآن حکیم پڑھ کر اپنا حال سناڈالا۔ ظہر سے پہلے واپس ہوا۔ باب الرحمۃ میں طہارت خانہ میں وضو کر کے مسجد شریف میں داخل ہوا تو وہاں والدہ محترمہ کو موجود پایا۔ فرمانے لگیں ابھی تمہیں ایک آدمی پوچھ رہا تھا اسے ملیے۔ میں نے عرض کیا وہ کہاں ہیں؟ کہنے لگیں حرم نبوی کے پیچھے چلے جاؤ۔ میں ادھر چلا گیا۔ وہ صاحب سامنے آ گئے۔ پر ہیبت شخصیت اور سفید داڑھی والے انسان تھے۔ مجھے فرمانے لگے شیخ احمد مرحبا، میں نے ان کے ہاتھ چوم لئے۔ مجھے فرمانے لگے مصر چلے جائیں۔ میں نے عرض کیا آقا کس کے ساتھ چلوں فرمانے لگے میں کسی آدمی کے ساتھ آپ کے کرائے کی بات کر دیتا ہوں۔ میں آپ کے ساتھ چل پڑا وہ مجھے مدینہ طیبہ میں مصری حاجیوں کے کیمپ تک لے گئے۔ وہ کچھ مصریوں کے ایک خیمے میں تشریف لے چلے اور میں بھی ان کے ساتھ خیمے میں داخل ہو گیا۔ انہوں نے جب خیمے کے مالک کو سلام کہا تو وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ آپ کے ہاتھ چومے اور بے حد تعظیم کی۔ آپ نے فرمایا: او میرے چہیتے! شیخ احمد اور ان کی والدہ کو مصر لے چلنا اس سال بہت زیادہ اونٹ مر گئے تھے اونٹوں کی قلت تھی اور کرایہ بہت زیادہ تھا۔ اس مصری نے آپ کا حکم مان لیا۔ آپ نے فرمایا: کتنے پیسے لے گا اس نے عرض کیا جتنے آپ کی مرضی ہو گی۔ آپ نے فرمایا اتنے اور اتنے لے لینا۔ اس نے بات مان لی۔ آپ نے اپنے پاس سے کرائے کا زیادہ حصہ ادا کر دیا۔ مجھے فرمانے لگے شیخ احمد اپنی والدہ اور سامان کو یہاں لے آئیں، میں وہاں سے اٹھا اور وہ وہاں ہی تشریف فرما رہے۔ میں والدہ ماجدہ اور سامان کے ساتھ واپس آیا۔ اس مصری کو فرمانے لگے کہ مصر پہنچ کر یہ باقی کرایہ تجھے دے دیں گے۔ مصری نے یہ بات مان لی۔ آپ نے سورۂ فاتحہ پڑھی اور اسے میرے ساتھ اچھائی سے پیش آنے کی وصیت کی۔ اٹھ کھڑے ہوئے۔ میں بھی آپ کے ساتھ چل پڑا۔ جب ہم مسجد شریف پہنچے، فرمانے لگے تو مجھ سے پہلے اندر چلا جا۔ سو میں مسجد میں داخل ہوا نماز کا وقت ہو گیا۔ لیکن انتظار کا کوئی فائدہ نہ ہوا۔ وہ نظر نہ آئے، میں نے بار بار ان کو تلاش کیا مگر نہ ملے۔ میں اس آدمی کے پاس آیا جسے کرایہ دے کر مجھے چھوڑ گئے تھے، میں نے اس سے آپ کے اور آپ کی جگہ کے بارے میں دریافت کیا وہ کہنے لگا میں تو انہیں نہیں

پہچانتا اور آج سے پہلے انہیں دیکھا بھی نہیں تھا۔ جب وہ تشریف لائے تو مجھ پر ایسا خوف اور اتنی ہیبت طاری ہوئی جو اس سے پہلے کبھی نہیں ہوئی تھی۔ میں واپس آ گیا۔ بہت تلاش کیا لیکن وہ نہ مل سکے۔ میں حضرت شیخ صفی الدین احمد قشاشی کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان کو ساری بات بتائی۔ فرمانے لگے، سیدنا حمزہ بن عبدالمطلب کی روح پاک تھی۔ جو جسمانی شکل میں سامنے آئی تھی پھر میں اس آدمی کے پاس چلا آیا، جس کے ساتھ مصر جانا تھا اور باقی حاجیوں کے ساتھ مصر روانہ ہو گیا۔ اس نے دورانِ سفر محبت واکرام اور حسن خلق کا ایسا مظاہرہ کیا۔ جس کا اس جیسے لوگ سفر وحضر میں نہیں کیا کرتے۔ یہ سب کچھ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی برکت تھی۔ اللہ ان کے وسیلے سے ہمیں نفع اندوز فرمائے۔ الحمد للّٰہ علی ذالک یہاں حضرت حموی کی کتاب نتائج کی عبارت ختم ہوئی۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے زائرین کی حفاظت فرمائی:

علامہ برزنجی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی ایک کرامت شیخ محمد بن عبداللطیف تھتام مالکی مدنی سے روایت کی ہے کہ میرے والد صاحب نے فرمایا کہ حضرت شیخ سعید بن قطب ربانی ابراہیم کو کردی سید الشہداء عم مصطفیٰ کی قبر کی زیارت کیلئے بارہ رجب سے پہلے ہی تشریف لے گئے۔ حالانکہ مدینہ والے وہاں بارہ رجب کو جایا کرتے ہیں۔ حضرت سعید بکثرت آپ کی زیارت کو جاتے اور پھر بارہ رجب تک وہیں ٹھہرے رہتے۔ میرے والد صاحب فرماتے ہیں کہ ہم بھی ایک سال آپ کے ساتھ گئے اور دیوان مسنودہ میں بیٹھ گئے۔ جب رات نے اپنے پردے لٹکا دیئے اور سب ساتھی سو گئے تو میں بطور چوکیدار بیٹھ گیا۔ میں نے ایک شاہسوار دیکھا جو وہاں کئی دفعہ چکر لگانے لگا۔ میں سستی کی وجہ سے نہیں اٹھا۔ میں جی میں کہنے لگا: اس وقت تک پڑے رہو گے کہ یہ سر چڑھ آئے گا۔ میں اٹھا اور کہا سوار تو کون ہے؟ سوار بولا: تو نے پوچھنے کی جرأت کیوں کی تو میری پناہ میں اترا ہے اور خود بیدار ہو کر اور چوکیداری کر کے مجھے تکلیف دے رہا ہے۔ میں تو خود تمہاری حفاظت کر رہا ہوں۔ میں حمزہ بن عبدالمطلب ہوں۔ یہ کہہ کر میری نگاہوں سے اوجھل ہو گئے۔ رضی اللہ عنہم وعن الصحابۃ اجمعین۔



چودھویں فصل:

سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کو سلام

سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کو سلام:

مدینہ پاک کی حاضری اللہ تعالیٰ نصیب فرمائے تو مزار سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ پر یوں سلام عرض کریں۔

السلام علیك یا سیدنا حمزہ

السلام علیك یا عم رسول اللّٰہ

السلام علیك یا عم حبیب اللّٰہ

السلام علیك یا سید الشهداء

ویا اسد اللّٰہ و اسد رسولہ

السلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار

''سلام ہو آپ پر اے ہمارے سردار حمزہ رضی اللہ عنہ، سلام ہو آپ پر اے اللہ، کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا جان، سلام ہو آپ پر اے اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا جان، سلام ہو آپ پر اے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا جان، سلام ہو آپ پر اے شہیدوں کے سردار اور اے اللہ کے شیر اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے شیر، سلام ہو آپ پر اس لیے کہ آپ نے صبر کیا تو کیا ہی عمدہ گھر جنت کا''۔



پندرہویں فصل

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شاعری

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب نے جنگِ بدر کے بارے میں درج ذیل اشعار لکھے ہیں، لیکن بعض نے انکار کیا ہے، اور کہا ہے کہ یہ اشعار حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے نہیں کہے۔

ألم تر أمرًا كان من عجب الدهر

و للحين أسباب مبيّنة الأمر

''کیا تو نے زمانہ کا ایک عجیب معاملہ نہیں دیکھا؟ موت کے کچھ اسباب بہت نمایاں ہوتے ہیں''۔

وما ذاك الا أن قوماً أقادهم

فحانوا تواصوا بالعقوق و بالكفر

''وہ معاملہ یہ ہے کہ ایک قوم، جس نے نافرمانی اور کفر کی ایک دوسرے کو وصیت کر رکھی تھی دشمن کو فنا کرنے کیلئے آئی مگر خود فنا ہوگئی''۔

عشيّة راحوا نحو بدر بجمعهم

فكانوا رهوناً للركيّة من بدر

''یہ واقعہ اس شام کا ہے جب وہ سب کے سب میدانِ بدر میں آئے اور ان کی لاشیں بدر کے کنوئیں میں گروی ہوکر رہ گئیں''۔

وكنّا طلبنا العير لم نبغ غيرها

فاروا الينا فالتقينا علىٰ قدر

''ہم تو محض تجارتی قافلہ لوٹنے کیلئے آئے تھے دوسری کوئی غرض نہیں تھی۔ مگر وہ آئے اور جیسا مقدر تھا ہم سے لڑنے لگے''۔

فلما التقينا لم تكن مثنوية

لنا غير بالمثقّفة السمر

''جب جنگ شروع ہوئی تو گندم گوں سیدھے نیزوں کے ساتھ نیزہ بازی کے سوا ہمارا کوئی کام نہ تھا''۔

و ضرب بیبض یختلی الرأس حدها
مشهرة الألوان بينة الأثر

''اور ایسی قاطع تلواروں کے ساتھ شمشیر زنی کرنے لگے جن سے دشمنوں کے سر اُڑنے لگے اور وہ چمکدار، تلواریں اپنا نمایاں اثر چھوڑ رہی تھیں''۔

و نحن تركنا عتبة الغي ثاويا
و شيبة في قتلي تجرجم في الجفر

''ہم نے سرکش عتبہ اور اس کے بھائی شیبہ کو ان مقتولوں میں داخل کر دیا جو بدر کے کنوئیں میں ہمیشہ کیلئے دفن ہو گئے''۔

و عمرو ثوى فيمن ثوى من حماتهم
فشقت جيوب النائحات عليٰ عمرو

''اور ان کا حمایتی ابوجہل عمرو بن ہشام بھی ان ہی میں رہ گیا اور بین کرتے ہوئے عورتوں نے اس پر اپنے گریباں پھاڑ دیئے''۔

جيوب نساء من لؤي بن غالب
كرام تفرّ عن الذوائب من فهر

''لؤی بن غالب کی عالی نسب عورتوں نے، جو فہر کے اُونچے طبقہ سے تعلق رکھتی ہیں اپنے گریباں پھاڑ دیئے''۔

اولٰئك قوم قتلوا في ضلالهم
و خلّوا الواء غير محتضر النصر

''یہ لوگ اپنی گمراہی میں ہی قتل ہو گئے اور اپنے پیچھے مدد سے محروم جھنڈا چھوڑ گئے''۔

لواء ضلال قاد ابليس أهله
فجاس بهم انّ الخبيث اليٰ غدر

''وہ گمراہی کا جھنڈا تھا، جس کے نیچے ابلیس نے ان کو جمع کیا، اور خبیث نے ان کو غداری پر آمادہ کیا''۔

و قال لهم اذ عاين الأمر و اضحًا
بَرِئتُ اليهم ما بِي اليوم من صبر

''جب اس نے میدانِ جنگ میں ملائکہ کی قطاریں دیکھیں، تو کہنے لگا میں ان سے بیزار ہوں اور ان کی حمایت میں لڑنے سے معذور ہوں''۔

فانّي أرى مالا ترون و اِنّني
أخاف عقاب اللّٰه و اللّٰه ذو قَسر

''اور کہنے لگا، اے اہل مکہ! مجھے وہ کچھ نظر آرہا ہے، جس کے دیکھنے سے تم محروم ہو اور مجھے زبردست خدا کے عذاب سے ڈر لگتا ہے''۔

فقدمهم للحين حتى تورطوا
و كان بمالم يخبر القوم ذا خبر

''وہ انہیں ہلاکت میں ڈالنے کیلئے لے آیا اور میدانِ جنگ میں ان کو پھنسا کر بھاگ گیا اور جس انجام سے باخبر تھا لوگوں کو نہیں بتایا''۔

فكانوا غداة البئر الفًا وجمعنا
ثلاث مئين كا لمسدمة الزُّهُر

''جس دن کفار کی لاشیں کنوئیں میں پھینکی گئیں وہ گنتی میں ایک ہزار تھے۔ اور ہمارے کلیوں جیسے روشن رُو نوجوان صرف تین سَو تھے''۔

و فينا جنود اللّٰه حين يمدّنا
بهم في مقام ثم مستوضح الذكر

''اور ہماری مدد کیلئے اللہ کے لشکر ہم میں موجود تھے، جنہوں نے میدانِ جنگ میں کارہائے نمایاں انجام دیئے''۔

فشد بهم جبريل تحت لوائنا
لدى مأزق فيه منايا هم تجرى

''ہمارے جھنڈے کے نیچے ان کو لے کر جبرائیل علیہ السلام نے ایسا حملہ کیا کہ جنگ کے تنگ میدان میں ہر طرف دشمن کے خون کی ندیاں بہ رہی تھیں''۔

در جواب آں غزل:

حارث بن ہشام بن مغیرہ نے جواباً یہ اشعار کہے:

الا يا لقوم للصابة و الهجر
و للحزن منّي و الحرارة في الصدر

''خبردار! اے قوم!! دوستوں کی جدائی اور غم پر تعجب کرو، جس کی سوزش سے میرا سینہ جل رہا ہے''۔

و للدمع من عينيَّ جواد كأنه
فريد هوى من سلك ناظمه يجرى

''نیز میری آنکھوں سے بہنے والے آنسوؤں پر تعجب کرو، جو ٹوٹی ہوئی لڑی کے موتیوں کی طرح گر رہے ہیں''۔

على البطل الحلو الشمائل اذ ثوى
رهين مقام للركية من بدر

''یہ نالہ وشیون اس شیریں اخلاق پہلوان پر ہے، جو مقام بدر میں ہمیشہ کیلئے ایک کنوئیں میں گروی ہو کر رہ گیا ہے''۔

فلا تبعَدن يا عمر و من ذى قرابة
و من ذى ندام كان ذاخُلُق غُمُر

''اے میرے عزیز اور پیارے مصاحب! خدا کرے تُو رحمت سے دُور نہ رہے تُو بڑے اخلاقِ عالیہ کا حامل تھا''۔

فـان يك قـوم صـادفـوا منـك دولة

فـلا بـدّ للأيـام مـن دول الـدهـر

''اگر دشمنوں کو تجھے ہلاک کرنے کا موقع مل گیا ہے، تو غم نہیں یقیناً زمانے پر ایسے موقعے آتے ہی رہتے ہیں''۔

فقد كنت فی صرف الزمان الذی مضی

تـريهـم هـوانـاً عـنك ذا سُبُل و عـر

''تو بھی تو ماضی میں زمانے کے ایسے ہی موقع پر ان کو ذلت ناک شکست دیا کرتا تھا جس سے بچ نکلنے کے راستے بڑے دشوار گزار ہوتے تھے''۔

فـآلا أمـت يـا عـمـر و اتـركك ثـائـرا

ولا أبـق بـقـيـا فـی اخـاء ولا صـهـر

''اے عمرو! اگر میں موت سے بچ نکلا، تو تیرا انتقام لے کر دم لوں گا اور بھائی چارے اور سسرال کے تعلقات کی وجہ سے کسی پر رحم نہیں کروں گا''۔

واقـطـع ظهـراً مـن رجـال بـمـعـشـر

كـرام عـليـهـم مثـل مـا قطعوا ظهری

''اور جیسے انہوں نے میری کمر توڑی ہے، میں بھی عزت والے آدمیوں کو موت کے گھاٹ اتار کر ان کی کمر توڑ دوں گا''۔

اغـرّهـم مـا جـمـعـوا مـن و شـيـظة

ونـحـن الـصـمـيـم فی القبائل من فهر

''کیا مختلف قبائل سے اپنے اتباع جمع کر کے وہ مغرور ہو گئے ہیں، حالانکہ ہم خالص قریشی قبائل سے تعلق رکھتے ہیں''۔

فيـال لـؤی ذبـو عـن حـريـمـكـم

و آلهة لا تـتـركـو هـا لـذی الـفـخـر

''اے آلِ لؤی! اپنی عورتوں اور اپنے خداؤں کی عزت کو بچاؤ۔ اور ان کو کسی

شیخی باز کے رحم وکرم پر نہ چھوڑ و''۔

تــوارثهــا آبـــائـــوكـــم و ورثــتـــم

أو اسيهَا و البيت ذا السقف و الستر

''یہ چیزیں تمہیں اپنے آباؤ اجداد سے ورثہ میں ملی ہیں۔ اور اسی طرح تم مضبوط چھت اور حسین پردوں والے گھر کے بھی وارث ہو''۔

فـمـــا لـحـلـيـم قـد أراد هـلاكـكـم

فـلا تـعـذروه آل غــالــب مـن عـذر

''اس بردبار آدمی کو کیا ہو گیا ہے، جس نے تمہاری ہلاکت کا ارادہ کیا ہے؟ اے آلِ غالب! اس کو کبھی معاف نہ کرنا اور نہ اس کا کوئی عذر قبول کرنا''۔

و جــدّو الـمــن عــاديـتـمـو و تـوازروا

و كونوا جميعاً في التأسي و في الصبر

''اپنے دشمنوں کیلئے پوری تیاری کرو، باہمی تعاون سے کام لو اور صبر و مواسات میں جسمِ واحد کی طرح متحد ہو جاؤ''۔

لـعـلـكـم أن تشـأروا بـــاخـيـكـم

ولا شيء ان لـم تثأروا بـذوی عـمـرو

''شاید اس طرح تم اپنے بھائی کا انتقام لینے میں کامیاب ہو جاؤ، اور اگر تم نے انتقام نہ لیا تو تم عمرو کے دوست اور غمخوار نہیں ہو''۔

بــمـطــر دات فـــي الأكف كـــأنهـــا

و مـيـض تُـطـيــر الهـــام بيّـنـة الأثـر

''ہاتھوں میں ایسے براں اور چمکدار نیزے لے کر حملہ کرو، جو واضح طور پر کھوپڑیوں کو بدنوں سے اڑا دیں''۔

كـــأنّ مــدبّ الــذّر فــوق متـو نـهـــا

اذا جــردت يــومًــا لأعـدائهـا الـخـزر

''جب ان کو بدترین دشمنوں کے سامنے کیا جاتا، تو یوں معلوم ہوتی ہیں، جیسے ان کی دھاریں مکھیوں اور چیونٹیوں کو اُڑانے والے پنکھے ہیں''۔

ابنِ ہشام کہتے ہیں، ''ابنِ اسحاق کی روایت میں اس قصیدے میں واقع ہونے والے دو کلمے ''الفخر'' اور فما لحلیم ہم نے اپنی طرف سے بدل دیئے ہیں کیونکہ اس کے کلموں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی پائی جاتی تھی''ضرار بن خطاب فہری نے کہا:

عجبت لفخر الاؤس و الحین دائر
علیهم غدا و الدهر فیه بصائر

''مجھے اوس کے فخر پر تعجب ہوتا ہے، جب کہ مستقبل قریب میں ان پر بھی موت کا چکر چلنے والا ہے اور زمانہ میں عبرت کے بڑے بڑے سامان پنہاں ہیں''۔

و فخر بنی النجار اِن کان معشر
أصیبوا ببدر کلهم ثَمّ صابر

''اس طرح بنونجار کے فخر پر بھی تعجب ہوتا ہے۔ اگر ہماری ایک جماعت بدر میں قتل ہوگئی ہے، اور انہوں نے صبر کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا، تو اس میں ان کیلئے فخر کی کون سی بات ہے''۔

فان تك قتلی غودرت من رجالنا
فانّا رجالا بعدهم سنغادر

''اگر ہمارے کچھ مرد قتل ہوکر میدانِ جنگ میں رَہ گئے ہیں، تو ان کے بعد ہم بھی ان کے آدمی میدانِ جنگ میں چھوڑیں گے''۔

و تردی بنا الجرد العناجیج و سطکم
بنی آلأوس حتّٰی یشفی النفس ثائر

''اے اوس کے بیٹو! ہمارے تیز رَو کم مُو گھوڑے ہمیں لے کر تمہارے گھروں میں دَوڑیں گے تاکہ انتقام لینے والا انتقام لے کر شفا پائے''۔

و وسط بنی النجار سوف نکرّھا
لھا بالقنا و الدار عین زو افر

''اور ہم جلد ان کو بنو خزرج کے درمیان بھی دوڑائیں گے، جو نیزوں اور زرہ پوش نوجوانوں کے شور میں حملہ آور ہوں گے''۔

فنترك صرعی تعصب الطیر حولھم
ولیس لھم آلا الامانیّ ناصر

''اور میدان میں ان کے اتنے مقتول چھوڑیں گے، جن کے گرد پرندوں کی جماعتیں جمع ہو جائیں گی اور فقط آرزوؤں کے سوا ان کا کوئی مددگار نہیں ہوگا''۔

و تبیکیھم من أھل یثرب نسوۃ
لھنّ بھا لیل عن النّوم ساھر

''اور ان پر اہلِ یثرب کی عورتیں اس قدر روئیں گی، کہ رات بھر ماتم کرنے کی وجہ سے جاگتی ہیں''۔

و ذالك أنّا لا تزال سیوفنا
بھن دم ممّن یحاربن مائر

''یہ اس لئے کہ جس قوم سے ہم لڑتے ہیں، ہماری تلواریں ان کے خون سے رنگین ہوتی ہیں''۔

فان تظفروا فی یوم بدر فانّما
بأحمد أمسی جدکم و ھو ظاھر

''اگر بدر کی جنگ میں تمہیں کچھ کامیابی نصیب ہوئی ہے، تو وہ احمد مجتبیٰ کی وجہ سے ہوئی ہے، اور تمہاری قسمت جاگ پڑی ہے''۔

و بالنّفر الأخیارھم أولیاؤہ
یحامون فی اللأواء و الموت حاضر

''اور اس کے بہترین دوستوں کی وجہ سے ایسا ہوا ہے، جو موت کی موجودگی

میں گھمسان کی جنگ کے وقت اپنے ساتھیوں کو بچاتے ہیں''۔

یعدُّ ابوبکر و حمزة و فیهم
و یدعی علیّ وسط من أنت ذاکر

''ان میں ابوبکر رضی اللہ عنہ، حمزہ رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں''۔

اولٰئك لا من نتجت فی دیارها
بنو الاؤس و النجار حین تفاخر

''ان کی وجہ سے کامیابی حاصل ہوئی ہے، نہ ان کے سبب سے جن کو اوس اور خزرج نے اپنے گھروں میں جنم دیا ہے''۔

ولکن أبوهم من لؤیّ بن غالب
اذا عدت الانساب کعب و عامر

''جب انساب کا ذکر آتا ہے، تو ان کے باپ کعب اور عامر، لوی بن غالب کے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں''۔

هم الطّاعنون الخیل فی کل معرك
غداة الهیاج الاطیبون الاکابر

''یہی لوگ لڑائی کے ہر میدان میں شہسواروں سے نیزہ بازی کرتے ہیں یہ بڑے پاکباز اور اُونچے طبقے کے لوگ ہیں''۔

اس کے جواب میں بنوسلمہ کے مشہور شاعر کعب رضی اللہ عنہ بن مالک نے یہ اشعار کہے:

عجبت لأمر اللّٰه و اللّٰه قادر
علیٰ ما أراد لیس للّٰه قاهر

''تجھے اللہ تعالیٰ کے فیصلہ پر تعجب ہو رہا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے ارادہ کے پورا کرنے پر قادر ہے۔ اس پر کوئی زبردستی کرنے والا نہیں ہے''۔

قضیٰ یوم بدر أن تلاقی معشراً
بغوا و سبیل البغی بالنّاس جائر

''اس نے بدر کے دن یہ فیصلہ کیا کہ ہم باغی جماعت سے لڑیں اور لوگوں کے حق میں بغاوت کا راستہ انتہائی ٹیڑھا ہے''۔

وَقد حشدوا و استنفروا من یلیھم
من النّاس حتّٰی جمعھم متکاثر

''وہ آس پاس کے لوگوں کو اکٹھا کر کے ہمارے مقابلہ میں بھاری جمعیت لے کر آئے''۔

وسارت الینا لا تحاول غیرنا
بأجمعھا کعب جمیعًا و عامر

''بنو کعب اور بنو عامر کے سب قبائل نے مل کر ہم پر بلّہ بول دیا اور ان کا ہمارے سوا کسی سے لڑنے کا ارادہ نہیں تھا''۔

وفینا رسول اللہ ﷺ و الأوس حولهٗ
لہ معقل منھم عزیز و ناصر

''ہم میں اللہ کے رسول ﷺ ہیں۔ اور ان کے اطراف بنو اوس ہیں۔ وہ آپ ﷺ کیلئے ایک قلعہ کی حیثیت رکھتے ہیں، اور غلبہ رکھنے والے اور مدد کرنے والے ہیں''۔

وجمع بنی النّجار تحت لوائہٖ
یمشون فی الماذیّ و النّقع ثائر

''بنو نجار کی جماعت آپ ﷺ کے پرچم کے نیچے ہے ... وہ سفید اور نرم زرہوں میں ناز سے چلے جا رہے ہیں، اور گرد و غبار ہے کہ اُڑا جا رہا ہے''۔

فلما لقیناھم و کل مجاھد
لأصحابہ مستبسل النفس صابر

''پھر جب ہم ان کے مقابل ہوئے تو ہر مجاہد اپنے ساتھیوں کیلئے، خود اپنے نفس سے دلیری کا طالب اور ثابت قدم تھا''۔

شھدنا بأنّ اللّٰہ لا ربّ غیرہٗ
و أنّ رسول اللّٰہ ﷺ بالحق ظاھر

''ہم گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی رب نہیں، اور اللہ کے رسول ﷺ حق کے ساتھ غلبہ حاصل کرنے والے ہیں''۔

وقد عُرّیت بیض خفاف کأنھا
مقابیس یزھیھا لعینک شاھر

''چنانچہ چمکتی ہوئی، ہلکی (تلواریں) برہنہ کرلی گئیں۔ گویا کہ وہ شعلے ہیں، اور تلوار کھینچنے والا تیری آنکھ کے سامنے انھیں حرکت دے رہا ہے''۔

بھنّ أبدنا جمعھم فتبدّدوا
وکان یلاقی الحینَ من ھو فاجر

''انہی تلواروں کے ذریعے ہم نے ان کی جماعت کو برباد کرڈالا، تو وہ پریشان ہوگئے، چنانچہ جو بھی نافرمان تھا، موت سے ملاقات کررہا تھا''۔

فکبّ ابوجھل صریعا لوجھہٖ
وعتبۃ قد غادرنہ وھو عاثر

''بالآخر ابوجہل نے منہ کے بل پچھنی کھائی۔ اور عتبہ کو انہوں نے ایسی حالت میں چھوڑا کہ ٹھوکر کھاچکا تھا''۔

وشیبۃ و التیمی غادرن فی الوغی
وما منھما الاّ بذی العرش کافر

'اور شیبہ، نیز تیمی کو انہوں نے چیخ وپکار میں چھوڑ دیا......اور یہ دونوں صاحبِ عرش کے انکاری تھے''۔

فأمسوا وقود النّار فی مستقرّھا
وکلّ کفور فی جھنم صائر

''غرض آگ کے مستقر میں وہ ایندھن بن گئے ......اور ہر منکر جہنم ہی میں

منتقل ہونے والا ہے"۔

تلظیٰ علیھم وھی قد شبّ حمیھا
بزبر الحدید والحجارۃ ساجر

"اس حالت میں، کہ اس کی گرمی شباب پر ہے، وہ ان پر شعلہ زن ہے...... جو لوہے اور پتھروں کی تختیوں سے بھری ہوئی ہے"۔

وکان رسول اللّٰہ ﷺ قال أقبلوا
فولّوا وقالوا انّما أنت ساحر

"رسول اللہ ﷺ نے تو ان سے یہ فرمایا تھا کہ (میری بات) قبول کرو۔ لیکن انہوں نے منہ پھیر لیا، اور کہا کہ تو جادوگر ہے"۔

لأمر أراد اللّٰہ أن یھلکوا بہ
ولیس لأمر حَمَّہ اللّٰہ زاجر

"یہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا تھا، وہ اسی میں ہلاک ہوں......اور جس بات کا فیصلہ اللہ رب العزت فرما لیتے ہیں، اسے روکنے والا کوئی بھی نہیں"۔

عبداللہ بن زِبعری نے مقتولینِ بدر کے مرثیہ میں کہا (بعض نے یہ اشعار اعشٰی بن زرارہ تمیمی سے منسوب کئے ہیں۔

ماذا علیٰ بدر و ماذا حولہ
من فتیۃ بیض الوجوہ کرام

"بدر، اور اس کے ماحول پر کیا (آفت آ گئی) ہے، کہ گورے گورے چہرے والے شریف نوجوانوں نے"......

ترکوا نُبَیْھًا بینھم و منبھاً
و ابنی ربیعۃ خیر خصم فئام

"نُبَیہ، مُنَبِّہ اور ربیعہ کے دونوں بیٹوں کو، جو لوگوں کی (ان) جماعتوں کے بڑے مخالف تھے، ان کے درمیان چھوڑ دیا"؟

و الحارث الفیّاض یبرق وجھہ
کالبدر جلّٰی لیلۃ الاِظلام

''اور فیاض حارث کو چھوڑ دیا، جس کے بدر کی طرح چمکنے والے چہرے نے اندھیری رات کو روشن کر دیا ہے''۔

والعاصی بن منبّہ ذا مرّۃ
محاتمیما غیر ذی أوصام

''اور منبّہ کے بیٹے عاص کو (بھی چھوڑ دیا) جو قوی تھا...... (یوں لمبا گویا) پورا نیزہ تھا اور عیبوں سے پاک تھا''۔

تنمی بہ أعراقہ وجدودہ
ومآثر الأخوال و الأعمام

''اس (عاص) کے ذریعے اس (منبہ) کے اصلی صفات، اس کی استعداد اور ماموں، چچاؤں کے صفاتِ حمیدہ پرورش پاتے تھے''۔

و اِذابکی باك فأعول شجوہ
فعل الرئیس الماجد ابن ھشام

''اور جب کوئی رونے والا رویا، اور اپنے غم کا اظہار بآوازِ بلند کیا، تو (سمجھ لو کہ) عزت وشان والے سردار ابنِ ہشام پر آواز بلند کر رہا ہے''۔

حیّا الاِلٰہ أبا الولید و رھطہ
رَبُّ الانام و خصہ بسلام

''ابو الولید اور اس کی جماعت کو خدا زندہ رکھے...... اور رب الانام انھیں سلامتی سے مخصوص فرمائے''۔

حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن زِبعری کے جواب میں کہا:

ابك بکت عیناك ثم تبادرت
بدم تعُلُّ غروبھا سجّام

''تو بدر کے مقتولوں پر رو! خدا کرے تیری آنکھیں سدا روتی رہیں۔ اور آنسو ختم ہونے کے بعد، بہنے والے خون سے پلکوں کو جلدی اور بار بار تر کریں''۔

ما ذا بکیت بہ الذین تتابعوا

ھلا ذکرت مکارم الأقوام

''تو پے در پے ہلاک ہونے والوں پر کیا روتا ہے...... شریف لوگوں کا تذکرہ کیوں نہیں کرتا''؟

و ذکرت منا ماجدا ذاھمۃ

سمح الخلائق صادق الاقدام

''اور ہم میں سے ایک بزرگ، ہمت، نرم اخلاق اور راست اقدام والے کا ذکر کیوں نہیں کرتا''؟

اعنی النبیّ اخا المکارم و الندے

و أبرّ من یولی علی الاقسام

''اس سے میری مراد وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، جو سخاوت و شرافت کو لازم پکڑنے والے، اور قسم کھانے والوں میں سے اپنی قسم کو سب سے زیادہ پورا کرنے والے ہیں''۔

فلمثلہ و لمثل ما یدعو لہ

کان الممدّح ثم غیر کھام

''یقیناً آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رب...... جس کی طرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم دعوت دیتے ہیں...... مدح و ثنا کا زیادہ مستحق ہے۔ پھر وہ بے مروّت بھی نہیں''۔

یہ اشعار بھی حسان رضی اللہ عنہ نے کہے ہیں۔

تبلت فؤادك فی المنام خریدۃ

تشفی الضجیع بارد بسام

''ایک نازک اندام دوشیزہ نے نیند میں تیرے دل کو بیمار کر دیا، جو ساتھ لیٹنے

والے کو سرد اور آبدار دانتوں کا پانی پلاتی ہے"۔

كـالـمسك تـخـلـطـه بـمـاء سـحـابـة

او عــاتــق كــدم الــذبيــح مــدام

"وہ کستوری کی طرح خوشبودار ہے جس میں بارانِ رحمت کی آمیزش ہے......

یا عمدہ شراب، کہ جس کا رنگ خون کی طرح سُرخ ہے"۔

نُـفُـجُ الـحـقيبة بـوصُـهـا متـنـضّـد

بـلـهـــاء غيـــر و شيــكـة الاقســـام

"وہ بھاری بھاری سرینوں والی ہے، جو تہ در تہ گوشت سے ابھرے ہوئے

ہیں۔ بھولی بھالی ہے، اور جلدی جلدی غم کھانے کی عادی نہیں"۔

بـنـيــت عـلــى قَـطَـن اجَـمَّ كـأنَـه

فـضـــلا اِذا قـعـدت مـداك رُخـــام

"وہ گداز رانوں والی ہے۔ جب ایک کپڑا پہن کر بیٹھتی ہے، تو خوشبو رگڑنے

والی سِل کی طرح صاف اور ملائم معلوم ہوتی ہے"۔

و تـكــاد تـكـسـل أن تـجـئَ فـراشـهـا

فــي جســم خَـرْعَبَة و حســن قـوام

"وہ اتنی خوبصورت اور نازک اندام ہے کہ اپنے بستر پر آنے سے تھک جاتی ہے"۔

أمّــا الـنّـهـــار فـلا أفتــر ذكــرهـــا

و الـلـيــل تـوزعـنــي بهــا احـلامــي

"دن کے وقت بھی میں اس کی یاد میں سُستی نہیں کرتا، اور رات کے وقت

خواب مجھے اس کیلئے پریشان رکھتے ہیں"۔

أقـســمــت أنـســاهـا و أتـرك ذكـرهـا

حتـى تـغـيَّـب فـى الـضـريـح عـظـامـى

"میں قسم کھا کر کہتا ہوں، میں اسے بھلا دوں گا اور اس کا ذکر ترک کروں گا،

یہاں تک کہ مرنے کے بعد میری ہڈیاں قبر میں دفن ہو جائیں''۔

بل من لعاذلة تلوم سفاهة
ولقد عصيت على الهوىٰ لوّامي

''لیکن اس ملامت گیر عورت کو کون سمجھائے، جو اپنی بیوقوفی سے مجھے ملامت کرتی ہے۔ حالانکہ میں محبت کے معاملہ میں کسی بھی ملامت گر کی پرواہ نہیں کرتا''۔

بكرت علي بسحرة بعد الكرى
و تقارب من حادث الايام

''جو نیند کے بعد اور یوم وصال کے قریب صبح سویرے سویرے میرے پاس آ جاتی ہے''۔

زعمت بأنّ المرء يكرب عمره
عدمٌ لمعتكر من الاصرام

''وہ کہتی ہے کہ عیش وعشرت میں بے شمار اونٹ ضائع کرنے کے بعد آدمی کی عمر ہلاکت کے قریب ہو جاتی ہے''۔

إن كنتِ كاذبة الّذى حدثتني
فنجوتُ منجى الحارث بن هشام

''اے عورت! اگر تو ان باتوں میں جھوٹی ہے، جو مجھ سے بیان کرتی ہے، خدا کرے میں بھی حارث بن ہشام کی طرح بھاگ کر اپنی جان بچا لوں''۔

ترك الأحبّة أن يّقاتل دونهم
ونجا برأس طمِرَّةٍ ولجام

''جو اپنے دوستوں کی حفاظت کیلئے لڑنے کی بجائے تیز رو گھوڑی کو لگام دے کر بھاگ گیا''۔

تذُر العناجيج الجياد بقفرة
مرّا لدموك بمحصدور جام

''وہ ریگستان میں تیز رو گھوڑوں کو یوں پیچھے چھوڑ جاتی ہے، جیسے وہ مضبوط رسی اور بھاری ڈول والی پانی کھینچنے کی چرخی ہے''۔

ملأت به الفرجين فارمدّت به
وثوى أحبته بشرّ مقام

''اس نے اسے لے کر بھاگتے وقت اپنے ہاتھوں اور ٹانگوں کا درمیانی فاصلہ بھر دیا، حالانکہ اس کے دوست وعزیز ایک بُری جگہ میں مرے پڑے تھے''۔

و بنو أبيه ورهطه في معرك
نصر الالٰه به ذوي الاسلام

''اس کے بھائی اور خاندان کے دوسرے لوگ اس میدان میں مَرے پڑے تھے، جس میں اللہ تعالیٰ نے اہل اسلام کی مدد فرمائی''۔

طَعَنَتْهُمُ اللّٰه و اللّٰه ينفذأ مرهٗ
حرب يشب سعيرها بضرام

''اللہ تعالیٰ اپنے حکم کو نافذ کرنے والا ہے۔ چنانچہ ان کو لڑائی کی ایسی آگ میں پیس ڈالا تھا، جس کے شعلے بڑی بڑی لکڑیاں جلنے سے بلند ہوتے ہیں''۔

لولا الالٰه و جريها لتَرَكْنَه
جزر السباع و دُسْنه بحوام

''اگر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس گھوڑی کی تیز رفتاری کام نہ آتی، تو وہ درندوں کی خوراک بن جاتا اور اس کا بدن گھوڑے کے پاؤں میں پس جاتا''۔

من بين مأسور يُشَدُّو ثاقه
صقر إذا لاقى الأسنة حام

''بازوں جیسے قوی پہلوان بدر میں قید ہو گئے، اور ان کی مشکیں کس کر باندھی گئیں''۔

و مُجَدَّل لا يستجيب لدعوة
حتّٰى تزول شوامخ الأعلام

''اور کچھ قتل ہو کر زمین پر گر پڑے، جو کسی پکارنے والے کی پکار کا جواب نہیں دیتے حتیٰ کہ اونچے اونچے پہاڑ اپنی جگہ سے ہل جائیں''۔

بالعار و لذلّ المبین اِذا رای

بیض السیوف تسوق کل همّام

''جب انہوں نے چمکدار تلوار کو عار اور کھلی ذلت کے ساتھ ہر سردار کو ہانکتے دیکھا''۔

بِیَدَی اغرّ اذا انتمی لم یُخزہ

نسبُ القِصار سمیدع مقدام

''وہ تلواریں ہر اس روشن رو، پیش قدمی کرنے والے سردار کے ہاتھ میں تھیں، جس کے بزرگوں نے حصولِ مکارم میں کوتاہی نہیں کی''۔

یعض اذا لاقت حدیدًا صممت

کالبرق تحت ظلال کل غمام

''وہ تلواریں جب زرہوں اور خودوں سے ٹکراتی ہیں، تو یوں چمک پیدا کرتی ہیں، جیسے بادلوں میں بجلی کوندتی ہے''۔

ابنِ ہشام کہتے ہیں: حارث بن ہشام نے حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے جواب میں کہا:

اللّٰہ یعلم ما ترکتُ قتالهم

حتّٰی حبوا مُهرِی باشقَر مزبد

''اللہ تعالیٰ جانتا ہے، جب تک انہوں نے میرے گھوڑے کو جھاگ پیدا کرنے والے خون سے رنگ نہیں دیا، میں نے ان سے لڑنے سے منہ نہیں موڑا''۔

و وجدت ریح الموت من تلقائهم

فی مأزق و الخیل لم تتبدّد

''اور مجھے ان کی طرف سے جنگ کی تنگ جگہ میں موت کی بو آنے لگی، جبکہ گھوڑے ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوتے تھے''۔

و عـرفـت أنّـي ان أقـاتـل و احـدًا
أقتـل ولا يـنـكـي عـدوّي مشهـدي

''اور میں نے معلوم کر لیا، اگر میں اکیلا لڑوں گا، تو قتل ہو جاؤں گا اور میرا میدان میں موجود رہنا دشمن کو کچھ نقصان نہیں پہنچائے گا''۔

فـصـددت عـنـهـم و الأحبّة فيهـم
طـمـعـاً لهـم بـعـقـاب يـوم مفسـد

''چنانچہ میں یہ سوچ کر اپنے عزیزوں کو میدانِ جنگ میں چھوڑ کر بھاگ کھڑا ہوا کہ پھر ان کو کسی دن خوفناک سزا سے دوچار کروں گا''۔

اصمعی کہتے ہیں: معذرت خواہی میں یہ سب سے اچھے اشعار کہے گئے ہیں۔ مگر خلف الاحمر کہتا ہے کہ اس مقصد میں بہترین، ہبیرہ بن ابی وہب کے درج ذیل اشعار ہیں۔

لعمرك ما وليتُ ظهري محمّداً صلی اللہ علیہ وسلم
و أصـحـابـه جبنـا ولا خيـفة القتل

''تیری عمر کی قسم، میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں کی طرف سے بزدلی کی وجہ اور قتل کے خوف سے پیٹھ نہیں پھیری''۔

و لـكـنّـنـي قلبـت أمـري فـلـم أجد
لسيفي مساغا اِن ضربت ولا نبلي

''لیکن میں نے اپنے معاملہ میں غور کیا اور اس نتیجہ پر پہنچا، اگر میں تلوار چلاؤں گا، تو میری شمشیر زنی اور تیر اندازی کچھ فائدہ نہ دے گی''۔

وقفت فلـمـا خفـت ضيعة موقفي
رجعـت بعـود كـالهـزبـر اِلـى الشبـل

''میں دشمن کے مقابلے میں ڈٹا رہا۔ لیکن جب بے فائدہ ہلاک ہونے کا خطرہ پیدا ہوا، تو میں دوبارہ حملہ کی نیت سے اس طرح واپس مڑا، جس طرح شیر اپنے بچوں کی حفاظت کیلئے واپس لوٹتا ہے''۔

سولہویں فصل:

مرثیہ حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ

بزبان حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ

أتعرف الدّار عفا رسمها
بعدك صوب المسبل الهاطل
بين السراديح فأدمانة
فمدفع الرّوحاء في حائل
سألتها عن ذاك فاستعجمت
لم تدر ما مرجوعة السّائل
دع عنك دارا قد عفا رسمها
و ابك علىٰ حمزة ذى النّائل
المالئ الشيزى اذا أعصفت
والتّارك القرن لدى لبدة
يعثر في ذى الخرص الذّابل
و اللابس الخيل اذا أجحمت
كاللّيث في غابته الباسل
ابيض في الذّرورة من هاشم
لم يمر دون الحقّ بالباطل
مال شهيدا بين اسيافكم
شلّت يدا وحشيّ من قاتل
أيّ امرىءٍ غادر في ألّة

مطرورة مارنة العامل
اظلمت الارض لفقدانه
و اسود نور القمر النّاصل
صلّى عليه اللّه فى جنّة
عالية مكرمة الدّاخل
كنا نرى حمزة حرزا لنا
فى كلّ امرنا بنا نازل
و كان فى الاسلام ذا تدراء
يكفيك فقد القاعد الخاذل
لا تفرحى يا هند و ستحلبى
دمعا و اذرى عبرة الثاكل
و ابكى عليه عتبة اذ قطّه
بالسّيف تحت الرّهج الجاثل
اذ خرّ فى مشيخة منكم
من كل عات قلبه جاهل
ارداهم حمزة فى اسرة
يمشون تحت الحلق الفاضل
غداة جبريل وزيرله
نعم وزير الفارس الحامل

ترجمۂ اشعار:

''کیا تم حبیب کا گھر پہچان سکتے ہو؟ تمہارے جانے کے بعد لگا تار اور مسلسل موسلا دھار بارشوں نے ان کے راستوں کے نشانات مٹا ڈالے ہیں۔

یہ گھر، یہ وادیاں، یہ مقامات خصوصا ''امانہ'' اور ''وطئی'' پہاڑ کی وادی جو'' حائل''
میں رؤسائے قریش کے پانی کے جمع ہونے کی جگہ کے درمیان واقع ہے۔
میں نے اس گھر سے اس کا سبب پوچھا تو گھر والا گونگا بن گیا اسے معلوم نہ تھا
کہ سوال کرنے والے کیلئے کیا جواب تھا۔
اچھا! گھر کا ذکر چھوڑو اس کا تو نشان بھی مٹ گیا ہے۔اب حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ
جو صاحبِ عطا اور بخشش تھے ان کا ذکر کرو۔
اس حمزہ پر آنسو بہاؤ جو ضرورت مندوں اور غریبوں کے لکڑی کے پیالوں کو اس
وقت بھر دیا کرتے تھے جب موسم سرما کی قحط سالی کے وقت غبار آلود ہوائیں
تیز اور سخت ہو جاتی تھیں۔
حمزہ وہ شخص تھے جو میدان جنگ میں اپنے مدّ مقابل کو اپنے نیزے سے
ٹھوکریں مار کر قلابازیاں کھاتے ہوئے یوں چھوڑ دیا کرتے تھے جس طرح
ایک بڑے بالوں والا شیر اپنے شکار کو پھینک دیتا ہے۔
وہ ایسا شخص تھا جس کے رعب سے شیر اپنی کچھار سے باہر نہیں نکلتا تھا۔
وہ بنو ہاشم کے سارے خاندان میں ایک سر برآوردہ شخصیت کے مالک تھے اور
حق کو چھوڑ کر باطل کی طرف نہیں جاتے تھے۔
خدا کرے وحشی کے دونوں ہاتھ شل ہو جائیں جس کی وجہ سے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ
کفار کی تلواروں کے سایہ میں آ گئے۔
وحشی نے یہ نہ سوچا کہ وہ کس شخص کو اپنے خنجر کا نشانہ بنا رہا ہے اس نے اپنے خنجر
کو بہت تیز کیا تھا اور اس کی نوک بھی سخت تیز تھی۔
حمزہ رضی اللہ عنہ کی موت سے ساری دنیا تاریک ہو گئی اور بادلوں سے نظر آنے والا
چاند بھی نظر آنے لگا۔
اللہ تعالیٰ حمزہ رضی اللہ عنہ پر اپنی رحمت نازل فرمائے انہیں اپنی جنت میں جگہ دے اور
اکرام و اعزاز سے نوازے۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ ہم پر مصائب نازل ہونے کے وقت ایک ڈھال کا کام دیتے تھے۔

وہ اسلام کے زبردست حامی تھے اس کا دفاع کرتے تھے۔ وہ میدان جنگ میں تھک جانے والوں اور بے بس ہونے والوں کی کمی پوری کرتے تھے۔

اے ہندہ! تم خوشی نہ مناؤ بلکہ آنسوؤں کا دودھ تیار کرو اور اس ماں کی طرح بڑے بڑے آنسو گراؤ جس کے بچے مرجاتے ہیں۔

تو عتبہ پر رو جسے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے اپنی تلوار سے غبار بنادیا تھا۔

جب تمہارا عتبہ دھڑام سے زمین پر گرا تو اس کے سرکش اور جاہل بڑے بڑے سردار ساتھی دم بخود رہ گئے۔

مکہ کے کفار کو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے اس وقت قتل کیا جب کہ ان کے جسم لوہے کے لباس میں ڈوبے ہوئے تھے۔

اس دن حضرت جبریل علیہ السلام حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی امداد فرمارہے تھے اور دیکھا جائے تو اس سوار کے کتنے ہی اعلیٰ مددگار تھے''۔

مرثیہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بزبان حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ:

طرقت همومك فالرّقاد مسهّد
و جزعت انْ سلخ الشباب الاعيد
و دعت فؤادك للهوىٰ صمه
فهواك غوريّ و صحوك منجد
فدع التمادى فى الغواية سادرا
قد كنت فى طلب الغواية تفند
و لقد أنىٰ لك ان تناهى طائعا
او تستفيق اذا نهاك المرشد

ولقد هددت لفقد حمزة هدّة
ظلّت بنات الجوف منها ترعد
ولو انّه فجعت حراء بمثله
رأيت راسي صخرها يتبدّد
قرم تمكّن في ذوأبته هاشم
حيث النّبوّة والندى و السؤدد
والعاقر الكوم الجلاد اذا غدت
ريح يكاد الماء منها يجمد
و التّارك القرن الكمّى مجندلا
يوم الكريهة و القنا يتفصد
و تراه يرفل في الحديد كانّهٔ
ذوبدة ششن البراثن اربد
عمّ النبي محمد و صفيّه
ورد الحمام فطاب ذاك المورد
و افى المنيّة معلّما في اسرة
نصروا النبي و منهم المستشهد
و لقد اخال بذاك هندا بشّرت
لتميت داخل غصة لا تبرد
مما صبحنا بالعقنقل قومها
يوما تغيب فيه عنها الاسعد
و ببئر بدر اذيرد وجوههم
جبريل تحت لواء نا و محمد

حتّی رأیت لدی النبی سراتھم
قسمین یقتل من نشاء و یطرد
فاقام بالعطن المعطن منھم
سبعون عتبة منھم و الأسود
و ابن المغیرة قد ضربنا ضربة
فوق الورید لھا رشاش مزبد
و امیة الجحمی قوّم میله
عضب بایدی المؤمنین مھنّد
فاتاك فلّ المشرکین کانھم
الخیل تشفنھم نعام شرد
شتّان من ھو فی جھنّم ثاویا
ابد و من ھو فی الجنان مخلّد

ترجمۂ اشعار:

''تیری یادوں نے آدھی رات آ کر مجھے بے آرام کر دیا اور میری نیند اچاٹ ہو گئی پھر تم نے اپنے زخم دکھائے تو میری پر کیف زندگی ویران ہو گئی۔

خمریہ نے تیرے دل کو محبت اور الفت کی دعوت دی تھی تیرا یہ عشق مجازی تھا اور پست تھا مگر اب تیری پرواز بلندیوں کو پیچھے چھوڑ رہی ہے۔

گمراہی اور بے راہ روی میں بھٹکنے والے! یہ تساہل اور تغافل چھوڑ دے تو بے راہ روی کے پیچھے پڑ کر بہت بے وقوف ہو رہا ہے۔

اب تیرے لئے وقت آ گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کر کے باز آ جاؤ جب تمہیں تمہارا ہادی و مرشد منع کرے تو ہوش میں آ جاؤ۔

اب حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو کھو کر میں شکستہ دل اور بوڑھا ہو گیا ہوں میرے باطنی اعضاء دل اور جگر کانپنے لگے ہیں۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی قیادت کا صدمہ اگر "کوہِ حرا" کو محسوس ہوتا تو اس کے پتھر ریزہ ریزہ ہو جاتے۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ ایسے سردار تھے جن پر بنو ہاشم کو ناز تھا ان میں نبوت، عطا اور بخشش کی علامتیں پائی جاتی تھیں۔

وہ ایسی سردی میں جب اونٹوں کی کوہانیں جم جاتی تھیں اور جاڑوں کی برفانی ہوائیں چلتی تھیں تو وہ بڑے بڑے طاقتور اونٹوں کو ذبح کر کے مہمانوں کی تواضع کیا کرتے تھے۔

میدان جنگ میں جب بڑے جنگجو بہادروں کے نیزوں پر نیزے پڑتے تو وہ انہیں زمین پر پچھاڑ دیا کرتے تھے۔

اگر تم انہیں میدان جنگ میں تلوار لہراتے دیکھ لیتے تو تمہیں گمان ہوتا کہ ایک بھورے رنگ کا لمبے لمبے بالوں والا شیر اپنے مضبوط پنجوں سے آگے بڑھ رہا ہے۔

وہ نبی پاک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا اور ان کے منتخب سپہ سالار تھے انہوں نے موت کے چشمہ سے پانی پیا اور یہ چشمہ ان کیلئے شہادت کا سامان بن گیا۔

انہوں نے اس گروہ کی موجودگی میں موت کو لبیک کہا جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر جان قربان کیا کرتے تھے اور ان میں سے ہر ایک شہادت کی موت کا متمنی تھا۔

میرا خیال ہے کہ اگر ہندہ کو اس بات کی اطلاع دی جاتی کہ ہم نے مکہ کے بڑے بڑے سرداروں کو ریت کے ٹیلے پر جنگ کا مزہ چکھانا ہے تو وہ دم بخود رہ جاتی۔

ان میں اسعد بھی تھا جو غائب ہو گیا اور اگر اسے یہ معلوم ہو جائے کہ میدان جنگ میں حضرت جبریل علیہ السلام حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے خون آلود چہرے کو صاف کر رہے تھے تو ہندہ کا غصہ جو کبھی ٹھنڈا نہیں ہوتا سرد پڑ جائے۔

میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو میدان جنگ میں ایسے لوگوں کے درمیان کھڑے دیکھا ایک وہ لوگ تھے جنہیں ہم چاہتے تھے ہمارے رشتہ دار تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں قتل کر دیا۔ اور ایک وہ لوگ تھے جنہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

نے خود دفع کر دیا تھا۔

ان میں سے ستر آدمی اس اونٹ کی طرح ڈھیر ہو گئے تھے جو پانی کے قریب اپنی عادت سے بیٹھ جاتا ہے۔ ان ستر آدمیوں میں عتبہ بھی تھا اور اس کے بڑے بڑے شیر بھی تھے۔

ہم نے ابن مغیرہ کی شہ رگ پر ایسی تلوار ماری کہ اس کا خون بہنے لگا اور اس خون سے جھاگ نکلنے لگی تھی۔

امیہ جمحی کا چہرہ اس ہندی تلوار نے سیدھا کر دیا تھا جو کہ ارباب ایمان کے ہاتھ میں تھی۔

تمہارے پاس صرف ایسے مشرک جان بچا کر پہنچے تھے جو کہ بدکے ہوئے شتر مرغوں کی طرح بھاگ رہے تھے۔ اور ہمارے گھوڑے ان کا پیچھا کر رہے تھے۔

ایک وہ لوگ ہیں جن کا ٹھکانہ ہمیشہ جہنم ہو گا دوسرے وہ لوگ ہیں جو ہمیشہ جنت میں رہیں گے۔ ان دونوں لوگوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

مرثیۂ امیر حمزہ رضی اللہ عنہ بزبان عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ:

بکت عینی و حق لها بکاء ها
و ما یغنی البکاء و لا العویل
علی اسد الا له غداة قالوا
لحمزة ذاکم الرّجل القتیل
اصیب المسلمون به جمیعا
هناك وقد اصیب به الرسول
ابا یعلی لك الارکان هدّت
و انت الماجد البرّ الوصول
علیك سلام ربك فی جنان
یخالطها نعیم لا یزول

الا یا ھاشم الاخیار صبرا
فکل فعالکم حسن جمیل
رسول اللّٰہ مصطبر کریم
بامر اللّٰہ ینطق اذ یقول
الا من مبلغ عنی لؤیا
فبعد الیوم و ائلۃ تدول
و قبل الیوم ما عرفوا و ذاقوا
و قائعنا بہ یشفی العلیل
نسیتم ضربنا بقلیب بدر
غداۃ اتاکم الموت العجیل
غداۃ ثوی ابوجھل صریعا
علیہ الطیر حائمۃ تحول
و عتبۃ و ابنہ خرّا جمیعا
و شیبۃ عضہ السیف الصقیل
الا یا ھند لا تبدی شماتا
حمزۃ ان عزکم ذلیل
الا یا ھند فابکی لا تملی
فانت الو الہ العبری الشکول

ترجمۂ اشعار:

''میری آنکھ رو رہی ہے اور اس کو رونا ہی سزاوار ہے اگرچہ رونا اور چلانا کچھ فائدہ نہیں دیتا۔

(آنکھ روئی) حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ شیرِ خدا پر، جب لوگوں نے کہا کہ یہ حمزہ رضی اللہ عنہ تمہارے شہید ہو گئے۔

ان کی شہادت سے تمام مسلمانوں کو صدمہ ہوا اور اس وقت رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی صدمہ ہوا۔

اے ابویعلیٰ (حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ) تمہاری شہادت سے ارکان ہل گئے تم بڑے بزرگ نیکوکار اور صلہ رحمی کرنے والے تھے۔

تم پر خدا کا سلام ہو ایسی جنتوں میں کہ جن میں ایسی نعمتیں ہیں جو کبھی زائل نہ ہوں گی۔

اے ہاشمی نیکوکارو! صبر کرو کیونکہ تمہارے سب کام اچھے ہی ہوتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبر کرنے والے بزرگ ہیں۔ جب وہ کچھ کہتے ہیں تو خدا کے حکم سے بولتے ہیں۔

میری طرف سے کوئی لوی کو خبر دے دے کہ آج کے بعد اس کا انتقام لیا جائے گا۔

اور اس سے پہلے بھی کیا وہ نہیں جانتے ہمارے ان واقعات کو جو بیمار کیلئے باعث شفا ہیں۔

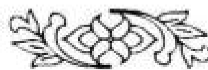
کیا تم لوگ جنگ بدر میں ہماری مار بھول گئے جب جلدی جلدی تم کو موت آئی تھی۔

جب ابوجہل (دشمن خدا) گرا تھا اور اس پر (گوشت خور) پرندے اڑ رہے تھے۔

اور عتبہ اور اس کا بیٹا گرا تھا اور شیبہ کو چمکتی ہوئی تلوار نے کاٹا تھا۔

اے ہندہ! حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت سے خوش نہ ہو تمہاری عزت ذلت سے بدل جائے گی۔

اے ہندہ! پے در پے لگاتار رو۔ کیونکہ (عنقریب) تو پریشان ہو کر چلا چلا کر روئے گی۔



سترہویں فصل:

داستانِ امیر حمزہ رضی اللہ عنہ

شاعرِ اسلام حفیظ جالندھری کی زبان سے

سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا

شجاع نامور فرزند عبد المطلب حمزہؓ
وہ عم مصطفیٰ عالی نسب والا حسب حمزہؓ
وہ حمزہ جس کو شاہ شہسواران عرب کہیے
جسے جان عرب لکھیے جسے شان عرب کہیے
اگرچہ اب بھی اپنے کفر کی حالت پہ قائم تھے
مگر فخر رسل صلی اللہ علیہ وسلم کی دائمی الفت پہ قائم تھے
مشیت تھی کہ انکے دم سے تقویت ملے حق کو
مٹے باطل سے شان ظاہری، شوکت ملے حق کو
چلے آتے تھے اک دن دشت سے وہ پشت توسن پر
شجاعت اور جلال ہاشمی تھا اپنے جوبن پر
سوئے خانہ چلے جاتے تھے رستے میں یہ سن پایا
بھتیجے کو مرے ابوجہل نے صدمہ ہے پہنچایا
یہ سنکر جوش خوں سے روح میں غیظ و غضب دوڑا
پلٹ کر سوئے کعبہ ابن عبد المطلب دوڑا
وہاں ابوجہل اپنے ساتھیوں میں گھر کے بیٹھا تھا
مثیل ابرہہ تھا ہاتھیوں میں گھر کے بیٹھا تھا

کیا حمزہؓ نے نعرہ او ابوجہل او خر بزدل
محمد مصطفیٰ کے دین میں اب میں بھی ہوں شامل
سنا ہے میں نے تو میرے بھتیجے کو ستاتا ہے
ہمیشہ گالیاں دیتا ہے اور فتنے اٹھاتا ہے
اگر کچھ آن رکھتا ہے تو آمیرے مقابل ہو
کہ تیری بد زبانی کا چکھا دوں کچھ مزا تجھ کو
بلالے ساتھ اپنے ان حمایت کرنے والوں کو
ذرا میں بھی تو دیکھوں ان کمینوں کو رذالوں کو
یہ کہہ کر گھس پڑے حمزہؓ گروہ بد سگالاں میں
گریباں سے پکڑ کر کھینچ لائے اسکو میداں میں
کماں تھی ہاتھ میں وہ سر پہ ناہنجار کے ماری
گرا ابو جہل سر سے ہو گیا ناپاک خوں جاری
سبھی دیکھتے کھڑے تھے چھا گیا تھا ایک سناٹا
مگر حمزہؓ نے کھا کر رحم اس کا سر نہیں کاٹا
کہا گر آج سے میرے بھتیجے کی طرف دیکھا
تیرے ناپاک چہرے میں شتر کی لید بھر دونگا
یہ کہہ کر چل دیئے، مشرک بھلا کیا ٹوک سکتے تھے
کہیں روباہ بھی اس شیر نر کو روک سکتے تھے
ابو جہل اس لئے دبکا پڑا تھا فرش کے اوپر
مبادہ واپس آ کر قتل کر دے عمر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
یہاں سے جا کر حمزہؓ جلد تر ایمان لے آئے
بھتیجے کے وسیلے سے چچا نے مرتبے پایا

حضرت عمر رضی اللہ عنہ آستانہ نبوت پر اور حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی بہادری

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس دم مقیم خانہ ارقم
حضوری میں جناب حمزہؓ ابوبکر تھے ہمدم
نحیف و ناتواں کچھ اور اہل اللہ بیٹھے تھے
خدا سے لو لگائے وہ جہاں کے شاہ بیٹھے تھے
عمرؓ آئے مسلح، آ کے دروازے پہ دی دستک
اسی انداز میں تھے ہاتھ میں تلوار تھی اب تک
صحابہ نے جونہی سوراخ میں سے جھانک کر دیکھا
چمک تلوار کی آئی نظر روئے عمرؓ دیکھا
صحابہ میں سے اکثر ڈر گئے اس رنگ ظاہر سے
عمرؓ کا دبدبہ کچھ کم نہ تھا اک فوج قاہر سے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آ کر عرض کی اک طرفہ سامان ہے
عمر در پر کھڑے ہیں ہاتھ میں شمشیر براں ہے
کہا حمزہ رکھے گا تو خاطر سے بٹھائیں گے
نمونہ اس کو ہم خلق محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دکھائیں گے
اگر نیت نہیں اچھی تو اس کو قتل کر دوں گا
اس کی تیغ سے سر کاٹ کر چھاتی پر دھر دوں گا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سن کر مسکرائے اور فرمایا
بلا لو دیکھ لیں کس دھن میں ہے ابن خطاب آیا

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور عتبہ کا مقابلہ

یکایک سب نے دیکھا کھینچ لی تلوار عتبہ نے
کیا حمزہ کے سر پر ایک کاری وار عتبہ نے

جناب حمزہؓ نے تلوار پر تلوار کو روکا
سبک دستی سے تھپکی دے کر مہلک وار کو روکا
نظر کچھ بھی نہ آیا جھنجھناہٹ کی صدا آئی
اڑیں چنگاریاں تلوار سے تلوار ٹکرائی
ذرا مہلت جو پائی ایک پل دھاوے سے حمزہؓ نے
سبک ہو کر نکالا ہاتھ اُلجھاوے سے حمزہؓ نے
کیا دشمن کو بڑھ کر تیغ فرخ فال کے نیچے
مگر عتبہ نے سر اپنا چھپایا ڈھال کے نیچے
صدا تکبیر کی آئی زمین بدر تھرائی
پلک جھپکی کھلیں آنکھیں تو یہ صورت نظر آئی
پڑی تلوار فولادی سپر کے ہو گئے ٹکڑے
سپر سے تا بہ تو سر کے ہو گئے ٹکڑے
گلو میں بھی نہ اٹکی سینہ کاٹا دل جگر کاٹا
لہو چاٹا جگر کا بند زنجیر کمر کاٹا
گلے کے ہار زنجیروں کی لڑیاں کاٹ کر نکلی
زرہ و بکتر کے بندھن اور کڑیاں کاٹ کر نکلی
یہ تیغ حمزہؓ تھی دعوے تھے اس کو خاکساری کے
زمیں پر آ رہی کر کے دو ٹکڑے جسم ناری کے
یہ برق نور تھی باطل کا قصہ پاک کر آئی
گری یک لخت اور دولخت کر کے خاک پر آئی
گری جب خاک پر دو ٹکڑے ہو کر لاش خود سر کی
وہاں شیر سے نکلی صدا اللہ اکبر کی

صف مردان غازی نے کہیں ایک ساتھ تکبیریں
قلوب اہل باطل پر گریں حسرت کی شمشیریں

ہند جگر خوار کا غم وغصہ

یہ سن کر چھا گیا اس ہاو ہو پر ایک سناٹا
ہوا معلوم باطل کو رونے میں بھی ہے گھاٹا
ابوسفیان کی بیوی ہندا اٹھی اور یوں بولی
کہ خیر اب تو ہمارے ساتھ جو ہونی تھی وہ ہو لی
مرے باپ اور چچا اور بھائی کو حمزہؓ نے مارا ہے
مرے فرزند کو بحر اجل کے گھاٹ اتارا ہے
پیونگی میں بھی اب اس کا لہو اور گوشت کھاؤں گی
کلیجہ اور گردے اپنے دانتوں سے چباؤں گی

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کرڈالنے کی سازش وحشی غلام آلہ انتقام

در خیمہ پہ تھا ایک مرد وحشی نام تھا جس کا
کمال حربہ اندازی میں شہرہ کام تھا جس کا
غلام ابن مطعم تھا جبش کا رہنے والا تھا
بظاہر بھی یہ تیرہ سخت باطن میں بھی کالا تھا
غلاموں میں سمجھ کر حرص و دولت کا غلام اس کو
ہوا تھا گھر سے چلتے وقت تفویض ایک کام اس کو
یہ کام اس شیر کو مکر و دغا سے قتل کرنا تھا
یہ کام اس مرد میدان کے لہو میں ہاتھ بھرنا تھا
ڈرتے تھے عرب کے کوہ و صحرا نام سے جسکے
ملی تھی پختگی اسلام کو اسلام سے جس کے

وہ حمزہ عالی مرتبت سردار عالم کے
سپہ سالار اوّل اس سپہ سالارِ اعظم کے
وہ حمزہؓ یعنی روح سرفروشی جان جانبازی
وہ حمزہؓ لشکر اسلام کا سب سے بڑا غازی
وہی حمزہؓ قریشی افسروں کو مارنے والا
کیا تھا بدر میں کفار کو جس نے تہ و بالا
وہی ضیغم شکار و شیرا فگن غازی دوراں
اسی کو قتل کرنے کے یہاں درپیش تھے ساماں
کہا اب ہند بنت عتبہ نے وحشی کو بلوا کر
کہ ہم سب عورتیں آئی ہیں مکے سے قسم کھا کر
مسلمانوں سے مقتولوں کا بدلہ لے کر جائیں گی
ہم ان کا خون چاٹیں گی ہم ان کا گوشت کھائیں گی
کیا ہے قتل حمزہ نے میرے سر براہوں کو
ملایا خاک میں عالی تباروں کج کلاہوں کو
میں اسکا دل جگر گردے مزے لے لے کر کھاؤں گی
لہو اس کا پیوں گی ہڈیاں اس کی چباؤں گی
ارے وحشی کسی ترکیب سے دھوکے سے حیلے سے
کہیں پوشیدہ ہو کر اپنے حربے کے وسیلے سے
کسی صورت سے ہو، حمزہؓ کو جا کر قتل کر وحشی
دکھا دے اس کا لاشہ مجھ کو لا دے اس کا سر وحشی
میں تجھ سے کر چکی ہوں پہلے بھی انعام کا وعدہ
زر و گوہر کا وعدہ عزت و اکرام کا وعدہ
مرا یہ کام کر وحشی میں تجھ کو شاد کر دوں گی

علاوہ اور باتوں کے تجھے آزاد کر دوں گی
یہ کہہ کر پیشگی بھی دے دیئے کچھ سکہ ہائے زہر
ہوئی حرص و ہوس غالب غلام پست ہمت پر
کہا بی بی تمہارا کام مہلک بھی ہے مشکل بھی
کہ حمزہؓ مرد میداں بھی ہے دور اندیش و عاقل بھی
اگر چھپتے چھپاتے پڑ گئی اس کی نظر مجھ پر
تو فوراً آپڑے گا وہ بشکل شیر نر مجھ پر
وہاں اظہار چاک دستی و کاریگری مشکل
وہاں وحشی کی سو جانیں بھی ہوں تو جانبری مشکل
خود اپنی موت سے لڑو خرد سے دور ہے بی بی
مگر خیر آپ کی خاطر مجھے منظور ہے بی بی
میں حربے لیکر اک ٹیلے کے پیچھے بیٹھ جاؤں گا
رہوں گا تاک میں اپنا مقدر آزماؤں گا
اگر موقع ملا تو قتل کر ڈالوں گا غازی کو
زمیں پر سرنگوں کر دوں گا اللہ کے نمازی کو

جناب حمزہ رضی اللہ عنہ کا اشتیاق شہادت

یہ سن کر شیر حق نے جانب ہادی نظر ڈالی
کہ شاید پھر مجھی کو اذن بخشیں حضرت عالی
کہ اتنے میں جناب حضرت حمزہؓ نے عجلت سے
نکل کر صف سے مانگا اذن میدان شان رحمت سے
گزارش کی کہ اے سچے رسول اے ہادی کامل
سبیل اللہ میں ایک بوڑھا بھی ہے شامل

مدینے میں خبر جس روز اس حملے کی آئی تھی
اسی دن یہ قسم اس بندہ عاجز نے کھائی تھی
کہ جب تک فیصلہ کوئی سر میدان نہ ہو جائے
جہاد حق میں یا حمزہ کی جاں قرباں نہ ہو جائے
مجھے اس وقت تک منزل کٹھن ہے اپنے جینے کی
مجھے سوگند ہے اس زندگی میں کھانے پینے کی
مرا روزہ ہے اے محبوب باری تیسرے دن سے
نہ کھولوں گا یہ روزہ جنت جب تک کر نہ لوں ان سے
مقید ہے مری ہستی تمنائے شہادت میں
میں خود حامل نظر آتا ہوں آج اپنی سعادت میں
سر مدیاں مبارزکو ہے زعم اپنی جوانی کا
یہ مرد پیر ہی دے گا جواب اس لن ترانی کا
سہی جاتی نہیں مجھ سے یہ ناشائستہ گفتاری
کہ میرے قلب پر تیغ زباں کی ضرب ہے کاری
مری جانب سے اب حد ہو چکی ہے برد باری کی
اجازت دیجئے بہر خدا میدان داری کی

اجازت میدان اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تاثرات

اجازت عم پیغمبر نے اس انداز سے چاہی
کہ حیرت سے انہیں تکنے لگا زورید الٰہی
صدائے مرحبا و حبذا تھی برلب حیدرؓ
شہادت گاہ کی جانب چلا تھا عم پیغمبر
جلالت دیدنی تھی مصطفیٰ کے عم عالی کی
جمال ہاشمی تھا آج ایک صورت سوالی کی

سوالی کون اپنی جان دینے کا تمنائی
سوالی کو نابو طالب کا عبد اللہ کا بھائی
وہ حمزہؓ ناز تھا اہل عرب کو جس کی طاقت پر
فدا ہونے چلا تھا اب بھتیجے کی صداقت پر
رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے سے اک رقت نمایاں تھی
یہ وہ رحمت تھی جس کی کوئی غایت تھی نہ پائی
نگاہیں مضطرب ہلکا تبسم روئے زیبا پر
تصور مطمئن تھا مرضی عرش معلی پر
ہوا ارشاد اے عم نجبۃ فام بسم اللہ
خدا حافظ ہے کیجئے نصرت اسلام بسم اللہ
یہ اقدام شہادت بر سبیل حسن نیت ہے
محمد اس پہ راضی جو اللہ کی مشیت ہے
فراق عارضی سب کیلئے اک دن مقرر ہے
ملاقات اب لواء الحمد کے نیچے مقدر ہے
یہ فرما کہ دکھائی انتہائی شان رحمانی
کہ بڑھ کر چوم لی سرکار نے حمزہؓ کی پیشانی
وفور نور حق سے چہرہ حمزہؓ چمک اٹھا
جلا کندن نے پائی یہ زر خالص دمک اٹھا

کفار پر حمزہ رضی اللہ عنہ کا رعب

مسرت کا عجب عالم تھا اسلامی غضنفر پر
کہ لہراتا تھا ایک بال شتر مرغ آپ کے سر پر
لڑائی میں یہ حمزہؓ کا نشان امتیاز تھا
کہ حمزہ شیر دل تھا نازش دل مردان غازی تھا

ابوسفیان نے دیکھی شکل حمزہ کی تو گھبرایا
ابو شیبہ کے اقدام دغا پر دل میں پچھتایا
پکارا اے ابوشیبہ سنبھل کر دو بدو ہونا
بڑی ترکیب سے اس جنگجو سے روبرو ہونا
یہ حمزہؓ بہت مشکل ہے اس کے وار سے بچنا
بہت خونخوار ہے اس تیغ دار سے بچنا
کہیں تیزی میں اس کا ہاتھ سے چرکا نہ کھا جانا
کسی صورت اسے لڑتے ہوئے پیچھے لگا لگانا
او شیبہ ہنسا مقصد سپہ سالار کا پاکر
سنبھالا اس نے بھالا سانپ کی مانند بل کر
نظر ڈالی مگر حمزہؓ نے جس دم سامنے آکر
تو دل سینے کے اندر رہ گیا یک بار تھرا کر

حمزہ رضی اللہ عنہ اور ابوشیبہ

کہا تو شکوہ کرتا تھا علیؓ کی نو جوانی کا
تجھے مقتول طلحہ پر گماں تھا ناتوانی کا
مناسب تھا بوڑھا جواں کے سامنے آئے
تقابل تاکہ محروم توازن ہی نہ رہ جائے
بہادر بن کے استعمال کر زور جوانی کو
کہ حاضر ہے یہ مرد پیر تیری قدردانی کو
او شیبہ کو اس شائستہ گفتاری پہ حیرت تھی
یہی طرز شریفانہ تھی جو شایان غیرت تھی

جواب اس نے دیا اے حمزہؓ تو مرد دلاور ہے
بہادر ہے جری ہے بحر جرات کا شناور ہے
کیا ہے قتل تو نے بدر میں قرشی جوانوں کو
پچھاڑا ہے عرب کے اچھے اچھے پہلوانوں کو
ہماری قوم تیرے خون کی پیاسی ہے مدت سے
گھر میں بال بچے کانپتے ہیں تیری دہشت سے
بہت اچھا کیا تو خود ہی میدان میں نکل آیا
مرے ہاتھوں سمجھ لے آج پیغام اجل آیا
تری بدقسمتی نے تجھ کو میدان میں نکالا ہے
تجھے خونریزوں کا آج بدلا ملنے والا ہے
تو اپنی نرم باتوں سے مجھے بہلا نہیں سکتا
جواں ہو یا کہ بوڑھا مجھ سے بچ کر جا نہیں سکتا
کہا حمزہؓ نے خیر اب ہو بند کر یہ قیل و قال اپنی
میں تیرے سامنے موجود ہوں حسرت نکال اپنی
میں خود ہی دیکھ لوں گا جو مرا اللہ دکھائے گا
یقیں رکھ بھاگتا میداں سے تو مجھ کو نہ پائے گا
یہ میداں ہے یہاں مہلت نہیں باتیں بنانے کی
دکھا جوہر کی ساعت ہے یہی جوہر دکھانے کی
تو زور آور ہے اپنے زور کا اظہار کر مجھ پر
قدم آگے بڑھا مردانگی سے وار کر مجھ پر
شہادت سے ڈرا سکتا نہیں تو مرد مومن کو
کہ مومن ڈھونڈنے آتا ہے دنیا میں اسی دن کو

ابو شیبہ اور حمزہ رضی اللہ عنہ کی جنگ

بڑھی اس گفتگو سے اب جو کافر کی غضبناکی
کیا غافل سمجھ کر وار نیزے کا بہ چالاکی
وہ غافل ان کو سمجھا تھا مگر ہشیار تھے حمزہؓ
یہ گھاتیں جانتے تھے آزمودہ کار تھے حمزہؓ
وہیں قائم رہے بس اک ذرا سا جسم لہرایا
اسی جنبش سے یہ نیزہ بغل کے درمیاں آیا
بنان نیزہ بائیں ہاتھ سے تھامی دیا جھٹکا
ابو شیبہ سے نیزہ چھین کر کچھ دور دے پٹکا
کہا بانکے جواں بیدل نہ ہو اوسان قائم رکھ
نکال اب میاں سے تلوار اپنی شان قائم رکھ
بھڑک اٹھا یہ سن کر شعلہ کی مانند ابو شیبہ
ہوا کچھ اور بھی اب چاق اور چوبند ابو شیبہ
ادھر کافر کا پنجہ قبضہ شمیر میں آیا
ادھر دست مسلمان خامہ تقدیر پہ آیا
ادھر بھی تیغ لنگر دار باہر میان سے نکلی
ادھر بھی ایک چھوٹی سی پری زندان سے نکلی
ادھر گویا دہان غار سے ایک اژدہا نکلا
ادھر روشن ہوئی دنیا کی موسیٰ کا عصا نکلا
پڑا اب سایہ شمشیر دامن وار حمزہؓ پر
ابو شیبہ نے قوت سے کیا اک وار حمزہؓ پر
اٹھا کہ تیغ حمزہؓ نے بھی گانٹھی تیغ دشمن سے
صدا سب نے سنی آہن کے ٹکرانے کی آہن سے

اچانک دست چابکدست نے ہلکی سی دی تھپکی
وہ لشکر دیکھتے تھے دھوپ میں اک کوندنی لپکی
جھکایا ہاتھ کو پھرتی سے اک ٹھوکا دیا ہٹ کر
زمیں پر جا گرا تیغ ابوشیبہ کا پھل کٹ کر
شکست تیغ سے کافر کے منہ پر چھا گئی زردی
لگی راہ فرار اب ڈھونڈنے اس کی جوانمردی
برابر کی لڑائی کا نہ پایا جب کو یارا
شکستہ تیغ کا قبضہ سر حمزہؓ پر دے مارا
جناب حمزہؓ کا روئے مبارک اک طرف سرکا
اور اس کے ساتھ ہی نعرہ ہوا اللہ اکبر کا
زمیں و آسماں پر ایک ہیبت ہو گئی طاری
ادھر نوری بڑھا آگے ادھر ہٹنے لگا ناری

ابوشیبہ کے امدادی

ابو شیبہ کے بچنے کا نہ دیکھا جب کوئی راستہ
پئے امداد ابو سفیان نے بھیجا فوج کا دستہ
بڑھا اس کی مدد کو ایک بازے صف لشکر
ابو شیبہ ہٹا پچھلے قدم سوئے صف لشکر
ادھر انبوہ بڑھتا آرہا تھا گھیرنے والا
ادھر تنہا کھڑا تھا فوج کا منہ پھیرنے والا

ابوشیبہ کا قتل

کیا حمزہ نے پر اک نعرہ شیرانہ میداں میں
بڑھے آگے دکھائی ہمت مردانہ میداں میں

ابو شیبہ ابھی تک قرب لشکر میں نہ تھا پہنچا
کہ لے کر موت کا پیغام عزرائیل آپہنچا
کہا اے نوجواں اک پند پیرانہ تو لیتا جا
جہنم کی طرف جاتا ہے پروانہ تو لیتا جا
ابو شیبہ رکا امداد ملنے کے بھروسے پر
جمائے پھر قدم اس نے نکالا ڈاب سے خنجر
پہنچ جائیں گے امدادی بڑی امید تھی اس کو
مگر حمزہ کی تیغ تیز نے مہلت نہ دی اس کو
گری شمشیر پر تنویر ابو شیبہ کے مغفر پر
یہ مغفر کٹ گیا اپنی مصیبت ٹال دی سر پر
پڑی سر پر تو سر نے بھی بتائی راہ گردن کی
اسے دیکھا تو گردن نے بھی کھڑکی کھول دی تن کی
سر و گردن سے کیا لینا تھا اس تیغ ہلالی کو
کہ یہ تو آئی تھی قلب و جگر کی دیکھ بھالی کو
بڑی خوبی سے اس نے سر کو توڑا حلق کو چیرا
کٹا سینہ ترشتا ہے چھری سے جس طرح کھیرا
یہ قطع راہ کر کے سینہ پر کینہ میں آئی
کلیجے پر نظر کی اور ناپی دل کی گہرائی
جو صورت چاہ میں چاہی وہ خاطر خواہ پیدا کی
گھری ظلمت کدے میں آپ اپنی راہ پیدا کی
زرہ بکتر کی ہر الجھن کو سلجھا کر نکل آئی
بزیر ناف سیدھا راستہ پا کر نکل آئی

دکھایا عدل سے اس نے سامنے ہر دوست دشمن کے
صفائی سے برابر کے دو ٹکڑے کر دیئے تن کے

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ پر مقتول کے امدادیوں کا حملہ

اٹھا تھا زعم یکتائی میں جو عقل و خرد کھو کر
پڑا تھا خاک پر وہ منکر توحید دو ہو کر
نہ ہونے پایا تھا بدبخت کا لاشہ ابھی ٹھنڈا
تڑپتے تھے ادھر ٹکڑے ادھر تھا سرنگوں جھنڈا
کہ یورش کر کے پہنچے دس سپاہی فوج دشمن کے
مقابل ہو گئے روباہ مرد شیرا فگن کے
یہ قرب فوج دشمن تھا اکیلے تھے یہاں حمزہؓ
غضنفر تھے مگر ان بکریوں کے درمیان حمزہؓ
دکھا دی لشکروں کو شان فن جنگ حمزہؓ نے
کہ جس پر ہاتھ مارا کر دیا چورنگ حمزہؓ نے
وہ کھیلے جنگ کی بازی اکیلے اس جماعت میں
گرا دیں سات نامردوں کی لاشیں ایک ساعت میں
جو باقی تھے انہیں بھی دھر لیا اب تیغ کے آگے
یہ عالم دیکھ کر تینوں کے تینوں چیخ کر بھاگے

احد میں پہلی جنگ مغلوبہ

یہ فرما کر بڑھایا فوج کو محبوب دلور نے
کیا اقدام میداں ہر مجاہد ہر دلاور نے
وہاں حمزہ پہ نرغہ ہو گیا تھا فوج اعدا کا
تھپڑا سہ رہا ہے شیر حق ہر موج دریا کا

اٹھا اک نعرہ تکبیر میدان شہادت میں
بڑھی فوج مسلمان اپنے ہادی کی قیادت میں
ادھر سے جھوم کر برسے قریشی فوج کے بادل
احد کی سرزمیں پر چھا گیا تھا اک ٹڈی دل
کمال شان ایمانی دیدنی تھی اس نظارے میں
کہ حمزہ غوطہ زن تھے عین اس قلزم کے دھارے میں
جدھر اٹھتا تھا پائے حمزہ دشمن ہٹتے جاتے تھے
ابھرتا تھا جہاں خورشید بال چھٹتے جاتے تھے

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا جلال

جلال حضرت حمزہ مثال مہر تاباں تھا
شہادت گاہ ان کی راہ میں گویا خیاباں تھا
سر دشمن جدھر اللہ کا یہ شیر بڑھتا تھا
الٹتی تھیں صفیں کوئی بھی ان کے منہ نہ چڑھتا تھا
جہاں غالب نظر آتا تھا انبوہ قریش ان کو
پھر کر اس پر جا پڑتے تھے آجاتا تھا طیش ان کو
حرارت اور بڑھ جاتی تھی ان کی التہاب آسا
چمکتے تھے شہاب آسا جھپٹتے تھے عقاب آسا
قدم جس سمت بڑھتے تھے انہی کے ہاتھ میداں تھا
نظر میں طیش پاکر جیش جیش ان سے گریزاں تھا
نماز صبح سے اک رنگ تھا اس مرد غازی کا
یہ قرب ظہر تھا وقت آچکا تھا اب نمازی کا

وحشی حربہ پھینکتا ہے

شہادت تھی نذر مکاری و دغا بازی سے
چلے جاتے تھے حمزہؓ اک ادائے بے نیازی سے
غلام کم نظر نے شست باندھی اس یگانے کی
کہ جس کی قہرمانی جان تھی سارے زمانے کی
نہ دینی دشمنی تھی اور نہ دنیاوی خصوصیت تھی
نہ جھگڑا جاہ و ثروت کا نہ خطرے میں حکومت تھی
فقط انعام میں کچھ سکہ ہائے زر کے وعدے پر
فقط بر شکم کچھ لقمہ ہائے تر کے وعدے پر
غلام تیرہ رونے کی اسی پر مشق صیادی
جسے مدنظر تھی ان غلاموں ہی کی آزادی
ہلائی اور تولی ہاتھ میں چالاک نے برچھی
نشانہ کر کے پھینکی دور سے ناپاک نے برچھی
تھی مشہور زمانہ زنگیوں کی حربہ اندازی
نشانہ ناگہانہ بن گیا اللہ کا غازی

حمزہ رضی اللہ عنہ وحشی کا تعاقب کرتے ہیں

خدا و مصطفیٰ کے شیر پر یہ ضرب تھی کاری
اگرچہ زخم کاری تھا مگر ہمت نہیں ہاری
اڑے پرواز جاں کے ساتھ حمزہؓ جانب دشمن
شغال آمادہ رم ہو گیا جھپٹا جو شرا فگن
کمینے کی کمیں کہ دیکھ لی تھی مرد غازی نے
کیا وحشی کا پیچھا دوڑ کر شیر حجازی نے

ادھر وحشی بھی اپنی موت آتی دیکھ کر بھاگا
بدن میں رعشہ تھا بھاگا نہ جاتا تھا مگر بھاگا

حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت

گڑھے کھودے گئے تھے جو گزشتہ روز میداں میں
اجل بیٹھی تھی ان میں اب لگا کر گھات میدان میں
مڑا اک موڑ پر وحشی تو ساتھ اس کے پھرے حمزہ
قدم پھسلا اچانک اک گڑھے میں جا گرے حمزہ
عقاب روح پہلے ہی سے تھا پرواز آمادہ
اڑا سوئے فلک اب چھوڑ کر یہ جسم افتادہ
یہ جنگ و حربہ و ضرب و جراحت اک بہانہ تھا
حقیقت میں نشان حق زمانے کو دکھانا تھا
بتانا تھا کہ کرشمہ عاشقوں کے فوق عادت کا
جمانا تھا دلوں پر نقش اس حسن شہادت کا
زمیں سے آسماں تک ایک نورانی غبار اٹھا
فرشتہ لے کے جان بندہ پروردگار اٹھا
زمیں پر رہ گیا باقی فقط ایک خوں چکاں لاشہ
فروغ زخم بے حد سے بہار بے خزاں لاشہ

وحشی چھری لے کر کلیجہ نکالتا ہے

تعاقب میں نہ پایا حمزہؓ کو ناپاک زنگی نے
یقیں آیا کہ رحلت کی جہاں سے مرد جنگی نے
وہ پلٹا ڈرتے ڈرتے غار مہلک کے قریب آیا
تو رشک آسماں کو خاک پر سویا ہوا پایا

رخ انور پہ وہ ریش سفید و شاندار اس کی
شہادت سے نمایاں اور شاں باوقار اس کی
ذرا وحشی کہ پھر کیا ہوا اگر یہ شیر جاگ اٹھے؟
ارادہ تھا ذرا جنبش نظر آئے تو بھاگ اٹھے
اٹھا کر کنکری اس سنگ دل نے شیر پر ماری
رہی لیکن شہید کامراں پر بے خودی طاری
یہ دیکھا تو وحشی کو اک گونہ قرار آیا
چھری لے کر قریب نعش اب یہ نابکار آیا
گڑھے کے اندر اترا اب نہ کی قطع نظر اس نے
شکم چیرا نکالا مرد مومن کا جگر اس نے

ہند کیلئے ہدیہ

اب اس کرتوت کا انعام لینے کو چلا ناداں
متاع بے بہا کا دام لینے کو چلا ناداں
یہ قاتل تھا مگر اکسانے والی ہند تھی اس کی
ابو سفیان کی زوجہ اصل میں خاوند تھی اس کی
قریب ہند آیا کارنامہ اپنا بتلایا
جگر حمزہ کا دکھلایا پھر اپنا حق بھی جتلایا
یہ مژدہ سن کر شیطانی مسرت ہند پر چھائی
خوشی میں دیوانی کی طرح جھومی اور لہرائی
قسم کھائی تھی حمزہ کا جگر چبانے کی
لہو کی پیاس تھی اور بھوک اس کو گوشت کھانے کی
عجب دیوانگی سی چھائی تھی اب قسائن پر
تعجب تھا دل وحشی کو بھی اس کے قرائن پر

اہا ہا کہتی جاتی منہ بناتی جا رہی تھی یہ
جگر حمزہؓ کا دانتوں سے چباتی جا رہی تھی یہ
جگر تھا اس کے منہ میں خون باچھوں سے ٹپکتا تھا
کھڑا تھا پاس وحشی منہ منہ حیرت سے تکتا تھا
نہ اترا حلق کے اندر گلے میں یہ جگر اٹکا
بالآخر اس نے اگلا اور زمیں پر اس کے دے ٹپکا
مری بھی نسل ہو ایسی یہ اس کا شوق بے جا تھا
نگلنا اس کو مشکل تھا وہ حمزہؓ کا کلیجہ تھا
ہوا ہند جگر خوار آج سے مشہور نام اس کا
مگر اترا نہ اس پر بھی جنون انتقام اس کا
پکاری واقعی تو نے کیا وحشی یہ کام آخر
ملا مجھ کو پسر کا اور پدر کا انتقام آخر
ہوا برباد اسی حمزہؓ کے ہاتھوں مرا میکا
سوائے قتل حمزہؓ دل نہیں طالب کسی شے کا
کہاں ہے نعش حمزہؓ کی نشاں اس کا بتا وحشی
میں آنکھوں سے اسے دیکھوں مجھے چل کر بتا وحشی
چلا وحشی اگرچہ اس کا جی ہامی نہ بھرتا تھا
وہ وحشی تھا مگر اب ہند کی وحشت سے ڈرتا تھا
کسی صورت تو آخر ٹالنی تھی یہ بلا اس کو
شہادت گاہ کا منظر دکھانے لے چلا اس کو

ہند، جسد حمزہ رضی اللہ عنہ پر

دکھایا جا کے خطہ اس زمین آسمانی کا
جسد جس جا پڑا تھا اک حیات جاودانی کا

پڑا تھا وہ جسد آغشتہ خون و خاک کے اندر
کہ جس کے دبدبے کی دھاک تھی افلاک کے اندر
وہی شیرانہ صورت تھی وہی مردانہ چہرہ تھا
شعاعیں مہر کی بکھری تھی یا دلہا کا سہرا تھا
ہوا حسن شہادت ہند کی آنکھوں پر آئینہ
کدورت اور چمکی اور بھڑکی آتش کینہ
شقاوت نے جو دیکھی یہ جلالت مہر تاباں کی
بگاڑی کافرہ نے شکل اس مرد مسلمان کی

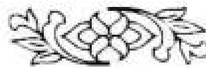
ہند کے گلے کا ہار

نہیں بھایا شہید ان وفا کا رتبہ عالی
چھری سے گوش کاٹے اور بنی قطع کر ڈالی
لیا سینے سے دل سینے میں دل بھری مردہ تھا اس کا
نکالے پیٹ سے گردے عجب دل گردہ تھا اس کا
حیا کترا گئی دیکھا جو یہ کار سفیہانہ
کہ عورت نے کاٹے مرد کے اعضائے مردانہ
یہ اعضا ایک رشتے میں پروئے موبمو اس نے
بتایا ہاران کو کر لیا زیب گلو اس نے

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی صفیہ رضی اللہ عنہا میت حمزہ رضی اللہ عنہ پر

ہوا حمزہ کی میت پر گزر شان رسالت کا
تماشہ دیدنی تھا مہر تاباں کی جلالت کا
صفیہ بنت عبد المطلب ہمشیر حمزہ کی
بہت تھی جن کے دل میں الفت و توقیر حمزہ کی

یہاں تشریف لائیں اپنے بھائی کی زیارت کو
خدا کے اور ملت کے فدائی کی زیارت کو
زبیر ابن العوامؓ ان کے پسر تھے پاس حضرت کے
ہوئے ان پر ہویدا اس گھڑی احساس حضرت کے
کہا روکو میری پھوپھی کو میت پر نہ آنے دو
دل زخمی کو ان کے یہ نیا چمکانہ کھانے دو
الم انگیز ہے قطع و برید چہرہ حمزہ
بہن کو رنج دے شاید یہ دید چہرہ حمزہ
پسر نے جا کے مادر کو مگر جس وقت سمجھایا
تو قلب مسلمہ ہر حال میں صبر آشنا پایا
گئیں وہ میت حمزہ پہ روئیں نہ چلائیں
نظر چہرے پہ ڈالی فاتحہ پڑھ کر چلی آئیں



اٹھارہویں فصل:

دعاء از مفتی شافعیہ سید جعفر بن حسن بن عبدالکریم برزنجی

یا ربّ قد لذنا بعمّ نبیّنا

ربّ المظاهر قدّست اسراہٗ

''اے رب کائنات! ہم نے مظہر نعمت وقدرت اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کی پناہ لی ان کے اسرار کو تقدس عطا کیا جائے''۔

فاقل عثار من استجار بعمّه

اوزاره لتکفرن اوزاره

''اس شخص کی لغزشوں کو معاف فرما جس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے محترم چچا کی پناہ لی یا گناہوں کی مغفرت کیلئے ان کی زیارت کی ہے''۔

و الطف بنا فی المعضلات فانّنا

بجوار من لاشك یکرم جاره

''مشکلات میں ہم پر مہربانی فرما۔ کیونکہ ہم اس ہستی کے پڑوس میں ہیں جو بلا شک وشبہ اپنے پڑوسیوں کی عزت افزائی کرتی ہے''۔

و اختم لنا بالصالحات اذا دنا

منّا الحمام و انشب اظفاره

''جب موت ہم سے قریب ہو اور اپنے پنجے گاڑ دے تو اعمال صالحہ پر ہمارا خاتمہ فرمانا''۔

ثم الصلاة علی سلالة هاشم

من طاب محتده و طاب نجاره

''پھر صلوٰۃ وسلام ہو بنو ہاشم کے خلاصہ پر کہ جن کا حسب ونسب طیب وطاہر ہے''۔

و الآل و صحب الکرام اولی التقٰی

سید الانام و من هم انصاره

''اور مخلوق کے سردار اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مددگاروں اور تقویٰ شعار آل پاک اور صحابہ کرام پر صلوٰۃ وسلام ہو''۔

ما انشدت طربا مطوقة الشظی

او ناح بالالحان فیه هزاره

''جب تک کلغی دار کبوتر مسرت بھرے لہجے میں چہچہاتے رہیں یا بلبل ہزار داستان دلکش آوازوں کے ساتھ نغمہ سرا ہے''۔



انیسویں فصل:

مناجات از مؤلف

اے اللہ! اے ربّ کائنات! میری یہ کاوش اپنی بارگاہ میں قبول فرما۔ اور اسے میرے لئے ذریعۂ نجات بنا۔

اے اللہ! اے خالق و مالک! ہم سب کو سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے مزار پر انوار کی حاضری نصیب فرما۔

اے اللہ! اے سمیع و بصیر! تیرے محبوب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ شہداء احد قیامت تک سلام کرنے والوں کے سلام کا جواب دیں گے۔ اے اللہ! ہمیں بھی ان پاک ہستیوں کی آواز سننے کی توفیق مرحمت فرما۔

اے اللہ! اے ربّ ذوالجلال! ہمیں سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے وسیلہ جلیلہ سے ہر رسوا کن تکلیف سے محفوظ فرما۔

اے اللہ! ہمیں سید الشہداء رضی اللہ عنہ کی اکسیر نظر کی سعادت بخش ان کی عنایت اور توجہ کا جھونکا عطا فرما۔

اے اللہ! ہمارے اعمال دکھانے کے لائق نہیں، سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے طفیل ہماری کوتاہیاں معاف فرما۔

اے اللہ! ہر مؤمن کے دل میں ان برگزیدہ و پاکیزہ ہستیوں کی محبت راسخ فرمادے۔

اے اللہ! سید الشہداء کے صدقے اپنے فضل کے فیوض و برکات سے ہمارے برتن بھر دے۔

اے اللہ! ان کے صدقے ہمارے عیبوں کو ڈھانپ دے۔

اے اللہ! ہماری بے چینیوں اور بے تابیوں کو ان کے وسیلہ سے چین عطا فرما۔

اے اللہ! ہمارے جو جو نیک مقاصد اور تمنائیں ہیں ان کے طفیل سب پورے فرما۔

اے اللہ! ہمیں ایسے کاموں کی توفیق عطا فرما جو ہمیں موت کے بعد فائدہ دیں۔

اے اللہ! اپنی رضا اور خوشنودی سے ہماری آنکھوں کو ٹھنڈک عطا فرمانا۔

اے اللہ! ہمارے ذمہ حقوق و واجبات اور قرضوں سے ہمیں سبکدوش فرما۔

اے اللہ! ہمیں اپنے ان بندوں میں شامل فرما جن کے باطن تیرے ذکر سے مسرور ہیں۔

اے اللہ! ہمیں ان بندوں میں شامل فرما جن کے لب تیرے شکر سے تر ہیں، جنکی زبانیں تیرے ذکر سے راحت پاتی ہیں۔

اے اللہ! ہمیں ان بندوں میں شامل فرما جن کے دل تیری وعید اور خفیہ تدبیر سے لرزاں و ترساں ہیں۔

اے اللہ! سید الشہداء امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے وسیلۂ جلیلہ سے ہم سب کو آتش جہنم سے رہائی عطا فرما کدورتیں دور فرما بلاکتوں سے محفوظ فرما۔ قریب و بعید اور پڑوسیوں پر رحم فرما۔

اے اللہ! ارباب حکومت اور رعایا کی اصلاح فرما۔ اسلامی لشکروں کو اپنی نصرت سے تقویت عطا فرما۔

اے اللہ! اپنے دشمن کافروں میں اپنے قہر کا حکم نافذ فرما اور انہیں مسلمانوں کیلئے مال غنیمت بنا۔

اے اللہ! ہماری دعاؤں اور التجاؤں کو شرف قبولیت سے نواز۔ ہمارے کٹے پھٹے الفاظ اپنی بارگاہِ عالیہ میں قبول فرما۔

آمین بجاہ سید المرسلین و عمّ النبی خاتم النبیّن۔

و الصلوة و السلام علی رسول اللّٰہ و علی اسد اللّٰہ و رسولہ سیدنا حمزة رضی اللہ عنہ و علیٰ آلہ و اصحابہ و علماء امتہ اجمعین یا رب العالمین۔

الحمد للہ! ''تذکرہ سیدُ الشہداء سیدنا امیرِ حمزہ رضی اللہ عنہ'' بتاریخ 26 اگست 2006ء

بمطابق یکم شعبان المعظم 1427ھ بروز ہفتہ اختتام پذیر ہوا۔

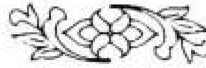
فقط

والسلام

گدائے در رسول صلی اللہ علیہ وسلم

محمد عابد عمران انجم مدنی

دار العلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف (سرگودھا)



منقبت

حضرت حمزہ سیّد الشہداء
کاشف الکرب ہیں بفضلِ خدا

جملہ اصحاب یوں تو آقا کے
صاحبِ رُشد ہیں نجومِ ہُدٰی

دودھ بھائی ہیں اور عمِ رسول
شان ہے آپ کی یہ سب سے جُدا

ہے لقب آپ کا جو اسد اللہ
ی بھی رُتبہ ہے ارفع و اعلیٰ

قبرِ انور ہی بس نہیں جنّت
اُحد سارا ہے جنّت الماوٰی

خاک بوسی کا شرف ہم کو ملا
شکر کتنا کریں ترا مولا

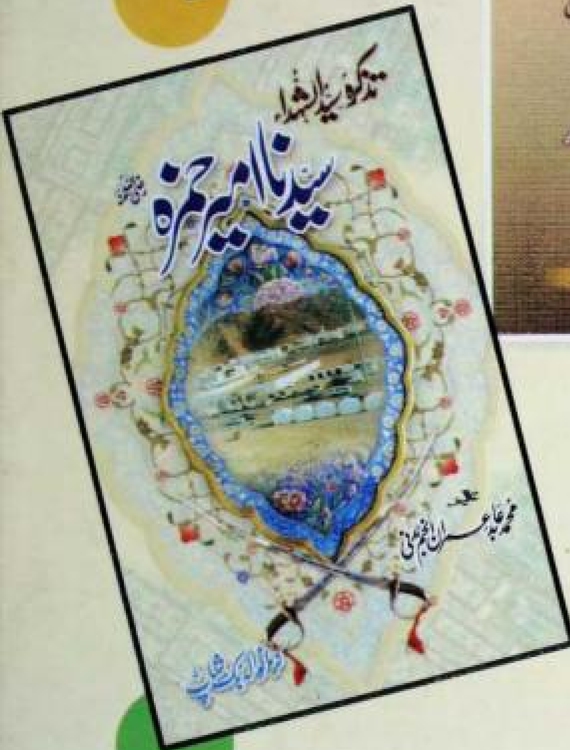
بھیک مل جائے در پہ حاضر ہے
فخر ادنیٰ گدائے کوئے شما

(حضرت خواجہ غلام فخر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ)




نورانی حکایات


الصحیفۃ الصحیحۃ
المعروف
صحیفہ ہمام بن منبہ
ڈاکٹر محمد حمید اللہ حیدرآبادی
English Translation
Ahmad Hassan Ch.
کرمانوالہ بک شاپ


تذکرہ سید الشہداء
سیدنا امیر حمزہ